

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

دسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 25 مارچ 2019ء بروز سوموار بمطابق 17 رجب المرجب 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	دُعائے مغفرت۔	2
04	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	3
09	zero hours	4
35	تحریک التوا نمبر 1 منجانب: جناب اصغر خان اچکزئی، رکن اسمبلی۔	5
36	نڈستی قرارداد منجانب: محترمہ بشری رند، رکن اسمبلی۔	6
45	مشترکہ قرارداد نمبر 15 منجانب: انجینئر زمرک خان اچکزئی، ملک نعیم خان بازئی، جناب اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہدینہ بہتر زئی صاحبہ، اراکین اسمبلی۔	7

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25 مارچ 2019ء بروز سوموار بمطابق 17 رجب المرجب 1440 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 55 منٹ پریزیدنٹ میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالِكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَ اَحَدَكُمْ

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اٰخَرْتَنِيْ اِلَىٰ اَجَلٍ قَرِيْبٍ لَّا فَاَصَّدَقَ وَاَكُنْ مِنْ

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥١﴾ وَلَنْ يُؤَخَّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاءَ اَجَلُهَا ط

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٢﴾ ع

﴿بارہ نمبر ۲۸ سُورَةُ الْمٰنٰفِقُوْنَ آيٰتِ ۹ تا ۱۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آپہنچا اس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سبجادی کے واقعہ میں ہماری لیویز کے چھ اہلکار شہید ہوئے اُن کی ایصالِ ثواب کے لئے دُعاے مغفرت کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جناب اسپیکر! یہ جو نیوزی لینڈ میں واقعہ ہوا ہے مسلمانوں کے ساتھ اور کراچی میں ہمارے علماء کرام یہ ہوا ہے۔ یا سبجادی میں ہوا ہے جہاں جہاں شہداء ہیں، پچھلے سیشن سے لے کر اب تک سب کے لئے دُعاے مغفرت کی جائے۔

نواب محمد اسلم خان ریسانی: جناب اسپیکر! ہماری پی ایس ڈی پی کی بھی فاتحہ پڑھ لیں۔

جناب اسپیکر: نواب صاحب! پی ایس ڈی پی کی کیسے فاتحہ پڑھ لیں۔ نہیں، تھوڑا تھوڑا کسی کسی جگہ پر زندہ ہے۔ (اس مرحلہ پر مرحومین کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب اسپیکر: میں پینل آف چیئرمین کا اعلان کروں اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اگر اپوزیشن کا ایک نمائندہ کھڑا ہوتا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ کھڑے ہوتے تو شاید وہ تین گھنٹے بولتے تو اُس کو کوئی کچھ نہ کہتا۔ اس ہاؤس میں ممبر کے حوالے سے یا اُس حوالے سے کہ اُن کے لوگ زیادہ ہونگے۔ یہ اپوزیشن باقاعدہ ایک حقیقت ہے، تو ہمیں اپنی بات کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، ابھی تک کارروائی شروع نہیں ہوئی، ہاؤس کے پینل آف چیئرمین announce

کرنے دو۔ ملک صاحب آپ اسپیکر رہ چکے ہیں آپ کو پتہ ہے اجلاس کی کارروائی باقاعدہ شروع ہونے کے بعد آپ کوئی پوائنٹ اٹھائیں، جو بولنا ہے وہ بولیں۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا

ہوں:-

- 1- جناب اصغر خان اچکزئی صاحب۔
 - 2- محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ۔
 - 3- جناب عبدالواحد صدیقی صاحب۔
 - 4- محترمہ شکیلہ نوید دہوار صاحبہ۔
- جناب اسپیکر: جی ملک صاحب آپ بولیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اس اسمبلی کو وجود میں آئے ہوئے آٹھ ماہ بیت گئے ہیں۔ یہ حکومت آٹھ ماہ سے بلوچستان کے سیاہ و سفید کی مالک ہے۔ لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتی ہے کہ ان آٹھ مہینے میں جبکہ یہ پی ایس ڈی پی مئی میں بنی تھی، اس الیکشن سے پہلے۔ لیکن الیکشن کے بعد حکومت بننے کے بعد آٹھ ماہ میں کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اب جب آٹھ مہینے میں کوئی کارروائی نہیں ہوتی تو آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اس حکومت کی حیثیت کیسے رہے گی دوسری میری گزارش ہے جناب اسپیکر! کہ کوئٹہ میں جس کے 9 حلقے ہیں پینے کا پانی کوئٹہ کا سب سے بڑا بحران تھا۔ جس کے سلسلے میں یہاں قرارداد پیش ہوئی میں نے قرارداد پیش کی، اپنے حلقے کے حوالے سے، پھر پورا کوئٹہ اور اس وقت قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی لیکن آج تک اُس پہ ایک بھی قدم نہیں اٹھایا گیا کہ کوئٹہ میں پینے کے پانی کا بحران ہے اور لوگ پانی کو ترس رہے ہیں۔ لیکن اُنکا کوئی مداوا نہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! کچھ مہمان بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو ہاؤس کی طرف سے ویلکم کرتا ہوں پھر آپ continue کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! میں تھوڑی سی گزارش جناب کے سامنے کروں اس کے بعد جیسے جناب حکم کریں گے تو قرارداد بھی پاس ہوتی ہے۔ میرے حلقے کے particularly اُس سے متعلق کا تھانواں کلی، کوٹوال، عمر کلی، شیخ ماندہ، خیزی وغیرہ۔ پھر سارا کوئٹہ جو ہے پانی کے لئے۔ دوسری گزارش جناب اسپیکر! کوئٹہ میں ایک واٹر سپلائی کا میگا پراجیکٹ ہے۔ کوئٹہ واٹر سپلائی اسکیم شروع میں اس کے لئے چھ ارب روپے منظور ہوئے تھے پورے کوئٹہ کے پانی کو cover کرنے کیلئے بعد میں وہ پیسے بڑھتے گئے۔ ہم نے یہاں گزارش کی اور ہمارے ان دوستوں نے بھی ساتھ دیا اور یہ ہوا کہ اس کی تحقیق کرینگے کہ یہ پیسے کہاں گئے اور کوئٹہ میں اب تک پانی کا بحران ہے۔ تو اُس سلسلے میں بھی اب تک کچھ نہیں ہوا۔ کہ کیا کیا جائے اور یہ جو میگا پراجیکٹ ہے اُس میں اتنے ارب روپے خرچ ہوئے وہ کہاں گئے کون اس کا ذمہ دار ہے کن کو سزا دی جائے۔ اور اس کے بعد کوئٹہ کو پانی کی سپلائی کیسے یقینی بنائی جائے؟ تو اب تک نہ اُس کمیٹی کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی اور نہ کوئی طریقہ کار ہوا۔ جناب اسپیکر! یہاں ہم سب حکومت اور اپوزیشن تین چیزوں پہ یہاں متفق ہوئی اور ہم نے یہ عہد کیا کہ ان کو ہم ترقی دینگے۔ جس میں پینے کے پانی کا بحران اُس کے ساتھ ایجوکیشن اور ساتھ ہیلتھ۔ اب ایجوکیشن کو آپ دیکھ لیجئے کہ کیا صورتحال بن گئی ہے۔ یہاں کہتے ہیں کہ پیسے ریلیز ہو گئے کیسے ریلیز ہو گئے کس کو ریلیز ہوئے جہاں کوئٹہ جیسے جگہ باقی بلوچستان کو آپ چھوڑ دیجئے کوئٹہ میں 3500 فٹ پر بچوں کا ایک ہائی سکول ہے شیخ ماندہ میں۔ بارہا ہم نے حکومت کے سامنے بھی رکھا اور اس سلسلے میں یقین دہانی کرائی گئی کہ یہ اسکول کیلئے سارا کچھ ہوگا۔ اور جو فنڈز ہیں وہ تعلیم پر خرچ ہونگے۔ آپ اندازہ لگائیں

کہ 3500 فٹ پر ہائی سکول ہے بچیوں کا۔ 777 بچیاں اُس میں پڑھ رہی ہیں تو کیا کیفیت ہوگی۔ 2007ء میں 2009ء عمرکلی میں ٹڈل سکول کیلئے زمین خریدی گئی ہے پیسے ڈپٹی کمشنر کوٹرا سفر ہوئے ہیں اتنی تاریکی ہے کہ وہ پیسے زمین والے کو نہیں دیئے گئے۔ وہ زمین جو ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے قبضہ نہیں کی ہے اور اُس پر ابھی تک کوئی ٹڈل سکول تعمیر نہیں ہوا ہے۔ اب ہماری چیخ و پکار روز ہم سی ایم آفس جاتے ہیں روز ہم سیکرٹریٹ بھی جاتے ہیں۔ ہم تو آٹھ مہینے سے یہی دیکھ رہے تھے کہ ان سے کہیں گے کام بنے گا۔ سی ایم صاحب سے کہیں گے کوئی کام نکل آئے گا۔ لیکن کوئی چیز نہیں رہی۔ اب ہیلتھ کی صورتحال دیکھیں ہمارا بلوچستان اس وقت بھی بیسک ہیلتھ یونٹ کے حوالے سے ہم پتھر کے زمانے میں رہ رہے ہیں۔ ہمارے دُور افتادہ علاقوں میں ہیلتھ کا کوئی نظام نہیں ہے۔ لیکن ہم نے یہاں آپس میں مل کر یہ وعدہ کیا کہ ہم ہیلتھ کو promote دینگے ہم basic need وہ گاؤں میں پہنچائیں گے دوردور علاقوں میں پہنچائیں گے۔ لیکن جناب اسپیکر! کوئٹہ جو captial ہے جو دار الخلافہ ہے یہاں بھی health کا rural area میں کوئی سسٹم نہیں ہے۔ نہ ہنہ میں ہے نہ سوئچ میں ہے نہ ٹرڈخو میں ہے نہ پنچائی میں ہے نہ کچلاک میں نہ سریاب کے علاقہ ہے وہاں یہ facilities کوئی نہیں ہے۔ اب آٹھ مہینے میں تو کئی چیزیں تو ہو سکتی تھیں لیکن اب تک کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! پی ایس ڈی پی کے بارے میں یہاں قرارداد بھی پاس ہوئی ہے۔ یہاں بارہا ملے بھی ہیں۔ اور یہ جو اسکی utilization کیلئے پہلے جناب حکومت کی طرف سے دو معزز وزراء کرام پر مشتمل کمیٹی آئی۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک ظہور بلیدی صاحب تھے اور دوسرا اسد بلوچ صاحب۔ اُن کے ساتھ اپوزیشن چیئرمین ہمارے ساتھیوں نے مذاکرات کئے اُس کے بعد آج تک اُس کا اتا پتا نہیں رہا کہ جی وہ کدھر گئے اور انہوں نے کیا بات لیکر گئے۔ پھر جناب! ایک دوسری کمیٹی حکومت کی طرف سے آئی جس میں پانچ ساتھی تھے معزز وزراء کرام تھے اور انتہائی قابل احترام ہیں وہ تشریف لائے۔ اُس وقت میں کراچی میں تھا ہمارے اپوزیشن ساتھیوں کے ساتھ وہ بیٹھ کر مذاکرات کئے۔ اور مذاکرات کے بعد یہ جو گورنمنٹ کے پانچ لوگ تھے پانچ وزراء کرام تھے وہ آئے اُن میں ظہور بلیدی صاحب اسد صاحب عبدالخالق صاحب زمر خان اچکزئی صاحب اور میر نصیب اللہ خان مری صاحب تھے اور اُن کے سب کے سربراہ ہمارے سب کے محترم ہمارے سب کے لیے قابل احترام محترم سردار صالح محمد بھوتانی صاحب تھے۔ یہاں انہوں نے آپس میں جو بھی اپوزیشن اور گورنمنٹ انہوں نے آپس میں جو طے کیا اس پر انہوں نے کہا کہ جی بالکل آپ کی بات صحیح ہے۔ اسی فارمولے کے تحت ہم پی ایس ڈی پی کی بات آگے لے کر جائینگے اب اُس کو بھی کتنا عرصہ ہوا۔ جناب اسپیکر! اُس کے بعد وہ ابھی تک نہیں آئے۔ تو ایسی صورتحال میں جناب اسپیکر! ہمارے لیے ایک بات ضروری ہے کہ ہم اپ کو بھی گوش گزار کریں، یہاں

جو لوگ بیٹھے ہیں ان کی خدمت میں بھی عرض کیا جائے اور اپنے حلقے کے لوگوں کو بھی یہ بتایا جائے پورے بلوچستان کو بھی یہ بتایا جائے کہ جو پیسے تھے 9 ماہ پہلے وہ آج statement آ رہا ہے کہ جی وہ پیسے جو ہیں وہ ریلیز ہو چکے ہیں اور کس طریقے سے کیسے ہوئے کس مد میں ہوئے کس کو اعتماد میں لیکر ہوئے کس کے account میں ہیں۔ اور کس طریقے سے اب تک اس بات کی کوئی وہ نہیں ہے۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت یہ حکومت کسی بھی حوالے سے اس وقت جام صاحب حکومت کرنے کی اہل نہیں ہے ہم بر ملا یہ کہتے ہیں کہ یہ آواز بلوچستان کی آواز ہے اور آپ خود اندازہ لگائیں کہ آٹھ مہینے تک اپوزیشن ساری بیٹھی رہی خاموش رہی ان ساتھیوں کا ساتھ بھی دیا جام صاحب کا بھی ساتھ دیا ان کے ساتھ ہم نے کہا کہ جی جیسے بلوچستان کی ترقی کی بات ہے ہم ساتھ ہیں این ایف سی ایوارڈ کیلئے جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کی صدارت میں کتنے اجلاس ہوئے ہر اجلاس میں ہماری طرف سے یہی استدعا ہوتی رہی کہ جناب این ایف سی ایوارڈ یہ بلوچستان کا حق لایا جائے، ہمیں استعمال کیا جائے، ہم بھی ساتھ چلنے کے لیے تیار ہیں ہمارے ساتھ یہ معاملات لئے جائیں لیکن آج تک ایک قدم کی پیشرفت این ایف سی ایوارڈ پر نہیں ہوئی۔ سی سی آئی میٹنگ کیلئے جناب اسپیکر صاحب! یہاں کہا بھی گیا یہاں مطالبہ بھی کیا گیا یہاں درخواست بھی کی گئی کہ یہ میٹنگ سی سی آئی کی میٹنگ ہو اٹھارہویں ترمیم کے بعد صورت حال پر نظر رہی تاکہ بلوچستان کو باہر سے فنڈ مہیا کیا جائے اور وہ بلوچستان کی غربت پر استعمال کیا جائے لیکن جناب اسپیکر! آج تک کوئی بھی قدم نہیں اٹھایا گیا تو ہم یہ سمجھتے ہیں اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ ہم بلوچستان کے حقوق کے بارے میں آواز بلند کرتے ہیں اپنے حلقوں کے بارے میں آواز بلند کرتے ہیں بلوچستان بھر کے لوگوں کے حقوق کے بارے میں آواز بلند کرتے ہیں۔ اور اس صورت حال اور یہ جو اس وقت جو منظر پیش ہو رہا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ حکومت حکومت کرنے کی قابل کسی بھی صورت نہیں ہے اس لئے اس حکومت کو ہم یہ مشورہ دیتے ہیں کہ یہ حکومت جب آپ خود سمجھتے ہیں آپ اپنے قول میں بھی وہ نہیں کر سکتے ہیں یہ تو ابھی ان کی طرف سے آئیگا محترم سردار صاحب فرمائیں گے کہ وہ کیوں فیل ہوئے جب ہمارے ہاں جب commitment ہوتی ہے، ہم آٹھ مہینے تک اسی commitment پر خاموش رہے ہیں۔ یہ جو پانچ ہمارے انتہائی قابل قدر روزرائے کرام ہیں، انہوں نے ہمارے ساتھ commitment کی۔ لیکن اس کے بعد کوئی بھی بات آگے نہیں آئی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ ضرورت ہے اس بات کی بلوچستان کے حقوق کا دفاع کیا جائے بلوچستان میں جو اس وقت غربت ہے تعلیم کا فقدان ہے صحت کی در بدری ہے پانی کا بحران ہے اب یہ لوگوں کی ضرورت ہے ہم حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ گریبان پکڑتے ہیں اور شاید ریڈیو پیچر والوں کیساتھ بھی یہی ہو کہ جی آپ نے ہماری بنیادی ضروریات جو ہیں وہ پوری نہیں کی ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس

صورت حال کے پیش نظر یہ اپوزیشن انتہائی مجبور ہو کر جناب کے توسط سے۔۔۔

(خاموشی۔ عصر کی اذان)

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب! آپ نے ختم نہیں کیا ہے؟ یہ اذان بچالے گورنمنٹ کو آپ کی طرف سے بولنا آپ مکمل تیاری کر کے آئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: اب اگر ویسے آپ نماز کیلئے دس پندرہ منٹ کا وقفہ دیں اس کے بعد ہم آ کر کے۔

جناب اسپیکر: ابھی شروع ہو گیا ہے وقفہ دیدیں پھر یہ آتے جائیں گے میرے خیال میں ابھی وقفہ دیدیا پھر بہت لمبا مغرب کیا اذان تک۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: قائد حزب اختلاف نے جو باتیں اس معزز ایوان کے سامنے رکھی ہیں ہم ان سے اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے بالکل درست فرمایا۔ جناب اسپیکر! آپ خود فیصلہ کریں کہ آدھا بلوچستان آج اس حکومت کی policies کی وجہ سے کوئی ترقیاتی عمل آدھے بلوچستان میں نہیں ہو رہا ہے۔ ہم تو اراکین اسمبلی ہم منتخب ہو کے آئے ہیں ظاہر ہے آخر ہم بھی کسی علاقے سے اسی وطن سے اسی بلوچستان سے منتخب ہو کے آئے ہیں ہمارے لوگ بھی نوکریاں مانگتے ہیں ہمارے لوگ ترقیاتی عمل کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ابھی ہمارے ترقیاتی عمل کو بالکل آدھے بلوچستان کے ترقیاتی عمل کو بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ اور جناب اسپیکر! آپ اس بات کا نوٹس لیں جس طرح دوسرے اراکین اسمبلی کے حلقوں میں ترقیاتی عمل جاری رکھا جائیگا اسی طرح ہمارے علاقوں میں بھی اسی رفتار سے اور اسی حجم سے ہمارے علاقے میں بھی ترقیاتی کام جاری رکھا جائے ورنہ ہم اپنی ہڑتال جاری رکھیں گے اور ہم یہ آپ کو کہیں گے کہ ابھی تو ہم یہاں مائیک پر بات کریں بلکہ پھر ہم وہاں فلور پر آئیں گے وہاں بھی ہم احتجاج کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ میں کچھ مہمان آئے ہیں ان کو ویلکم کروں ملک صاحب۔ نہیں ابھی وقفہ سوالات ہے۔ آپ لوگ پھر کیا zero hours پر جا رہے ہیں کیا؟ نہیں، روز کے مطابق تو اس کا آپ بتائیں، پھر zero hours کر دیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اس سے پہلے میں نے فلور مانگا تھا۔

جناب اسپیکر: کب مانگا تھا ایسے مانگا تھا لیکن وہ فلور ابھی تک اس طرح open نہیں ہے اچھا میں سابقہ ایم پی اے سندھ جناب محمد یوسف شاہ ہوانی کو بلوچستان اسمبلی کی آمد پر ہاؤس کی طرف سے ویلکم کرتا ہوں اور یہاں موجود ہے ہمارے ایکس اسپیکر جمال شاہ کا کڑ صاحب ہم ان کو بھی ویلکم کرتے ہیں تو آج وقفہ سوالات میرے خیال

میں پھر اب zero hours پر چلے جائیں۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس طرح ہمارے اپوزیشن لیڈر ملک صاحب نے اور نواب صاحب نے فرمایا آج تو ہم کوشش کریں گے کہ آج کے اس سیشن میں بجائے وقفہ سوالات کے دوسری چیزوں کے ہم آج پی ایس ڈی پی پر بات کریں کیونکہ جس طرح ہم گزشتہ حکومت کی کارکردگی دیکھتے ہیں اور اس پر جب سوال اٹھاتے ہیں تو گزشتہ حکومت کی پانچ سالہ جو دور گزر چکی ہے اس میں بلوچستان کی ایک کھرب 54 ارب روپے لپس ہو چکے ہیں اور موجودہ حکومت بھی اسی کی اس ریت پر چل نکلی ہے اور اس کی بھی خواہش ہے کہ بلوچستان کا جو موجودہ فنڈ یہ بھی لپس ہو جائیں جس طرح آج سے تین مہینے پہلے جناب اسپیکر صاحب! ہم اسی اسمبلی کے اندر ایک requisition جمع کیا تھا پی ایس ڈی پی اور جس پر ایک بہت لمبی اور طویل چوڑی اور سب اپوزیشن اور ہمارے حزب اقتدار کے دوستوں نے اس پر کھل کر باتیں کیں اور آخر میں یہ طے پایا کہ وہ پی ایس ڈی پی جو آج بلوچستان ہائی کورٹ کے اندر اس کی hearing ہو رہی ہے اُس پی ایس ڈی پی کو یہاں اس ایوان میں اس اسمبلی میں پیش ہونا چاہیے اور ایک متفقہ فارمولہ یہ طے پایا جناب اسپیکر صاحب! کہ اپوزیشن اور حزب اقتدار بیٹھ کر اس پی ایس ڈی پی پر ایک متفقہ لائحہ عمل طے کریں گے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ آج اُس دن سے لیکر آج تک تین مہینے کے باوجود جو ہے اپوزیشن کوٹریا جا رہا ہے میں کہوں گا کہ نہ صرف اپوزیشن کوٹریا جا رہا ہے بلکہ ہماری جو treasury benches بیٹھے ہوئے ہیں وہ دوست بھی اس سے متفق نہیں ہے لیکن وہ کھل کر اگر اسمبلی میں اس پر بات نہیں کرتے وہ اپنی جگہ پر۔ آج اخبارات کو جناب اسپیکر! لے لیں دو دن قبل بھی انہیں اخبارات میں لکھا ہوا تھا کہ بلوچستان میں چالیس ارب روپے میں سے تینتیس ارب روپے ریلیز کیے گئے میں حلفاً پوچھنا چاہتا ہوں دوستوں سے جو آج treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم میں سے تو چوبیس جو ہمارے اپوزیشن کے ارکان ہیں ہم میں سے کسی کو ایک پیسہ اس بلوچستان کے طول و عرض میں نہیں ملا ہے جس طرح نواب صاحب نے کہا۔ ہم بھی نمائندے ہیں elect ہو کر اس اسمبلی میں آئے ہوئے ہیں اور بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! ہم فیڈرل حکومت سے ہمیشہ رونا روتے ہیں کہ وفاق ہمارے ساتھ جو ہے نا انصافی کر رہی ہے وفاق کی نا انصافی اپنی جگہ پر جب وفاق سے کچھ مل جاتا ہے پھر اس میں ہماری نا اہلی کو جناب اسپیکر صاحب! دیکھا جائے کہ جس طرح ہم وہ زکوٰۃ اور خیرات بھی اس پسماندہ بلوچستان پر خرچ نہیں کر سکتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہم وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بار بار یہ بات لائے کہ خدا کے واسطے اس اسمبلی کے اندر اس کے بعد دو دفعہ متحدہ اپوزیشن نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ان سے ملاقاتیں کیں اس نے کمیٹیاں بنائیں ہم لوگوں کو طفل تسلیاں دینے کیلئے لیکن ہم جانتے ہیں کہ جناب اسپیکر

صاحب! وہ اس پر اس کی نیت صاف نہیں ہے وہ فیصلے کچھ اور کرتے ہیں اور اپوزیشن کو ٹر خانے کی کوشش کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس اسمبلی کی کارکردگی اور اس حکومت کی کارکردگی کا آپ اس بات سے اندازہ لگالیں کہ اسی اسمبلی میں ہم لوگوں نے بلوچستان میں جو خشک سالی اس پر تقریباً ایک ہفتے تک ایک ریکورڈیشن لانے کے بعد اس پر بحث کی جس کیلئے کمیٹی بنی تھی ہم نے اس فلور پر بہت کوشش کی کہ اس کی کمیٹی یہاں بنی چاہیے۔ ہمیں تسلی دی گئی کہ ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے مشورے کے بعد اس کمیٹی کو بنائیں گے آج تین مہینے گزرنے کے بعد دیکھ لیں جناب اسپیکر صاحب! اس اسمبلی کی کارکردگی اس حکومت کی کارکردگی تین مہینے کے بعد بھی جو ہے یہ کمیٹی نہیں بن سکی اس طرح جناب اسپیکر صاحب! سینڈک پر بھی ایک کمیٹی بنی جس میں اپوزیشن کے دوست بھی شامل تھے اور treasury benches کے دوست بھی شامل تھے جس کا آج تک کوئی اجلاس ہی نہیں ہوا آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ موجودہ گورنمنٹ کس حد تک سنجیدہ ہے جناب اسپیکر صاحب! جب ہم پی ایس ڈی پی کی بات کرتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ کورٹ کی طرف سے ہمیں آرڈر ملا ہے کہ ہیاتھ اور ایجوکیشن پر اور آپ PHE پر یہ اسکیمات اس پر خرچ کریں۔ لیکن آج آٹھ مہینے گزرنے کے بعد جب ایجوکیشن کے کچھ اسکولوں کے ٹینڈر ہوئے تیسرے دن جناب اسپیکر صاحب! اس نااہل حکومت نے ان کو بھی cancel کر دیا جو direction آپ کو کورٹ نے دی میرے خیال میں آپ کورٹ کی direction پر بھی عملدرآمد نہیں کر رہے ہیں آپ اپنے ساتھ بھی دھوکہ کر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ اور پورے بلوچستان کے عوام کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں ہم نے فیصلہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن کورٹ میں نہیں جائیگی تاکہ یہ بات پھر کل وہ ہمارے ماتھے پر کلنک نہیں ہوں کہ ہم کورٹ میں گئے اور اس کی وجہ سے وہ پی ایس ڈی پی لپس ہوا ہم جائینگے ہم نے جس طرح فیصلہ کیا ہم عوام کی عدالت میں جائینگے ہم اسمبلی کے اندر بھی احتجاج کریں گے جناب اسپیکر صاحب! اور اسمبلی کے باہر بھی احتجاج کریں گے روڈوں پر آئیں گے بلوچستان کے عوام کو یہ دکھائیں گے کہ ہم آپ کے نمائندے ہیں ہم آپ سے غداری نہیں کریں گے۔ لیکن ہم آج یہ حکومت یہ اراکین جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تین چار دفعہ میرے خیال میں خاص کر ہمارے محترم سردار صالح محمد بھوتانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ ان کی سربراہی میں بھی جام صاحب نے ایک کمیٹی بنا کر ہم لوگوں کے پاس بھیجا ہم نے سردار صاحب سے کہا کہ آپ کا ہم بہت احترام کرتے ہیں آپ ایک اچھے اور سینئر پارلیمنٹریں ہیں آپ سے ہمیں امید ہے کہ آپ ہمیں اس حوالے سے مایوس نہیں کریں گے لیکن سردار صاحب کے پاس بھی آج کچھ الفاظ نہیں ہیں اختیار نہیں ہے کہ ہمیں یہ کہہ سکیں کہ جس کمیٹی کو وزیر اعلیٰ نے بنایا تھا آج اس کمیٹی نے کیا فیصلہ کیا جناب اسپیکر صاحب! یہ پیسے بلوچستان کے عوام کے ہیں یہ نہ جام صاحب کے ہیں نہ کہ حکومت کے نہ ہمارے وزراء کے اگر آج یہ پیسے لپس

ہونے جا رہے ہیں اور حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے تینتیس ارب روپے ریلیز کئے ہیں اس تینتیس ارب میں اپوزیشن کو تو ایک پائی بھی نہیں ملا ہوا ہے ہم حکومت کے دوستوں سے بھی یہ کہیں گے کہ آپ بھی بتائیں آپ کو کتنے پیسے ملے ہیں اخبارات میں تو یہ شہ سرخیوں میں چھپی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ میرے خیال میں سوائے جھوٹ کے اور طفل تسلیوں کے لئے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے کہا کہ پی ایس ڈی پی پر ایک ایسی تقسیم کا فارمولہ ہونا چاہیے، ہونا تو یہ چاہیے کہ ان علاقوں کو زیادہ priority ملنی چاہیے جو زیادہ پسماندہ بلوچستان کے جس طرح واشٹک کی بات ہمیشہ میرے دوست کہتا رہتا ہے۔ سب سے پہلے اگر واشٹک کو صوبے کے دیگر اضلاع کے برابر لانا ہے تو اس پر پیسے خرچ کیے جائیں اس طرح نصیر آباد میں %60 لوگ پینٹس کے مریض ہیں اس طرح آپ لورالائی سنجووی یاد کی میں جائیں وہاں میرے خیال میں لوگ صاف پانی پینے کیلئے ترستے ہیں۔ آپ اسی فارمولے کے تحت یہ تقسیم کریں میرے خیال میں ہم اس کو قبول کریں گے اگر آپ کی تقسیم جناب اسپیکر صاحب! یہ ہے کہ آپ کسی کو پہلے حکومتوں کی طرح کسی کو ایک ارب دینا چاہتے ہیں کسی کو تین ارب دینا چاہتے ہیں کسی کو سات ارب دینا چاہتے ہیں کسی کو دس کروڑ جس طرح ہمیں کہا جاتا ہے کہ کم از کم ہم یہ خیرات نہیں مانگیں گے ہم برابری چاہتے ہیں یہ پیسے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے عوام کے ہیں یہ کسی کے ذاتی نہیں ہیں جو بیٹھ کر جس کو جو خیرات دینا چاہیں اس کے لئے جناب اسپیکر صاحب! جس طرح ہم نے آج اس فلور پر آپ سے کہا اس طرح ہم نے جو فیصلے کئے ہیں بلوچستان کے عوام کے پاس ان کی عدالت میں جناب اسپیکر صاحب! یہ کیس ہم ضرور لے جائیں گے اور وہاں ان کی عدالت سے ہم چاہیں گے کہ اس پر فیصلہ ہو، بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ ملک صاحب۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے سینئر منسٹر بیٹھے ہیں ایک منٹ سنیں تو صحیح گورنمنٹ کی طرف سے تو دیں، نہیں یہ کیا صرف ہاؤس اپوزیشن کے لئے، ایک منٹ سنیں یہاں ہمارے سینئر منسٹر سردار صالح بھوتانی صاحب بیٹھے ہیں نوابزادہ طارق مگسی بیٹھے ہوئے ہیں تو ان سے ہم گورنمنٹ کا مؤقف لیتے ہیں، آپ دیکھیں اتنے اچھے گورنمنٹ والے خندہ پیشانی سے اپنے اوپر تنقید کوسن رہے ہیں اور کتنے آرام سے آپ لوگوں کو مواقع بھی دے رہے ہیں کوئی شور نہیں کر رہا ہے۔ آپ لوگ گورنمنٹ کو موقع ہی نہیں دے رہے ہیں، نہیں گورنمنٹ تھوڑا تو بتا سکتی ہے یہ کیا ہو رہا ہے، ثناء بلوچ صاحب نے پہلے کیا تھا پھر آغا جان آپ کو بھی فلور دوں گا۔ ابھی گورنمنٹ کی طرف سردار صالح نوابزادہ ہے سینئر ہے کوئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو آپ کے مشکور ہیں آج بلوچستان بحرانی کیفیت سے گزر رہا ہے آج کا اجلاس کوئی معمول نہیں ہے جس میں معمول کی کارروائی

کریں یہاں سے ہم کوئی ایک لطفہ سنائیں وہاں سے کوئی شعر آئے آج بلوچستان بھوک، پیاس اور انفلاس کا شکار ہے آج بلوچستان اُن تباہ حال صوبوں میں سے ایک ہے جہاں نو لاکھ گندم کی بوریاں ضائع ہوئی ہیں %86 فیصد غربت کے شکار بلوچستان میں 62 فیصد بچے بلوچستان میں غذائیت سے محروم ہیں اور یہاں بلوچستان میں نو لاکھ بوریاں جو ہیں وہ گندم ضائع ہوتی ہیں اس حکومت کے آنکھ کے نیچے جناب والا! یہ اتنی بحرانی کیفیت ہے بلوچستان میں کہ 362 بلین کا بجٹ 2017ء اور 2018ء اور 2019ء کا جناب والا! منظور ہوا آج اُس بجٹ میں سے جو 80 بلین 80 ارب روپے development کی مد میں بلوچستان کے تمام علاقوں میں جانے تھے پہلے آپ کو بلوچستان کو سمجھنا ہوگا کیوں بلوچستان میں چیخ و پکار آرہی ہے میں حلفیہ طور پر آپ کو کہتا ہوں اگر لندن جو ہے یا UK وہ دنیا کی سب سے پہلی جمہوریت ہے بڑی جمہوریت ہے۔ ابھی دو دن پہلے وہاں بریگیٹ ایک بہت بڑا اُن کا کہ وہ یورپی یونین سے الگ ہو رہے تھے اُس پروٹنگ ہوا دودفعہ وہاں بریگیٹ میں اُن کی پارلیمنٹ میں ووٹ ہوئے تو جو ٹریسامے کی جو حکومت ہے وہاں وہ اس وقت پر ائم منسٹر ہے تو ٹریسامے کی اپنی حکومت میں جو اراکین تھے انہوں نے اپنی ضمیر کی آواز اُٹھائی اور انہوں نے بریگیٹ کے خلاف ٹریسامے کے خلاف فیصلہ دیا وہاں اپوزیشن کی جو بریگیٹ کے خلاف جو ڈیل ٹریسامے کرنا چاہتی تھی اس کے خلاف جناب والا! اُس اسمبلی نے اکثریت میں قرارداد پاس کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ برطانیہ یہ UK اور اُس کے بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے یہ ایک حکومت کا معاملہ نہیں ہے۔ آج بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ بلوچستان کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ یہ culture یہ حکومت یہ جو حکومت اس وقت چل رہی ہے جو سست رفتاری کا شکار ہے جو slow motion ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں اس کا کوئی motionless حکومت ہے یعنی جس کی کوئی رفتار ہی نہیں ہے۔ یہ culture اگر بلوچستان میں چار پانچ سال تک چلتا گیا بلوچستان میں اٹھارہ لاکھ نو جوان کی بجائے بلوچستان میں 48 لاکھ بیروزگار نو جوان پیدا ہونگے۔ بلوچستان میں 62 فیصد خوراک سے محروم بچوں کی بجائے %92 فیصد خوراک سے محروم بچے پیدا ہونگے۔ بلوچستان %86 فیصد غربت کی بجائے بلوچستان سو فیصد غربت کی شرح تک پہنچ جائیگی اور بلوچستان کے لئے شرم کی بات یہ ہے جناب والا! اس کی کیفیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے بلوچستان میں 80 انڈسٹریل یونٹس ہیں۔ بلوچستان کی ساری economy بلوچستان کے چولہے کیسے جلتے ہیں بلوچستان کے لوگوں کی پیشانی رما تھے پر خوشیاں کیسے آتی ہیں اُن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کیسے آتی ہے دسترخوان کیسے سجتے ہیں یہ بلوچستان کی حکومت چلاتی ہے یہ پی ایس ڈی پی اگر بلوچستان میں رکتی ہے تو لوگوں کے چولہے رک جاتے ہیں لوگوں کے دسترخوان پر لوگوں کے بھوک کا راج آجاتا ہے بلوچستان میں بیروزگاری ناپنے لگتی ہے۔ بلوچستان میں پیاس کا جو راج شروع ہو جاتا ہے۔ آج بلوچستان میں ایک

سال سے جناب والا! جب سے یہ پی ایس ڈی پی آر کی ہے آپ جائیں لوگوں کے چولہے رک گئے ہیں بلوچستان کی economy رک گئی ہے بلوچستان کا پہیہ رک گیا ہے بلوچستان میں لوگوں کی زندگی معمول کی زندگی معاشی زندگی رک گئی ہے اس حکومت میں ہمارے سنجیدہ دوست بیٹھے ہیں ہم اس حکومت کی ان اراکین کے خلاف نہیں ہیں ایک leading role ہوتا ہے بلوچستان میں کہتے ہیں جی بیوروکریسی، میں کہتا ہوں بیوروکریسی میں بڑے اچھے لوگ ہیں بڑے اچھے officials ہیں بڑی جرأت کے ساتھ فیصلے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بلوچستان، جہاز کا سی پیک ہے ترقی ہے ریکوڈک ہے سعودی آئل ریفرنسری ہے بلوچستان میں ساری چیزیں بلوچستان میں یہ جہاز ٹیک آف نہیں کر رہا اور آٹھ مہینے سے ہماری کسی شخص کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ ثناء بلوچ صاحب! یہ کیا ہے XXXXX کیا مطلب۔ نہیں اس کا واضح کر لیں تاکہ وہ ریکارڈ میں آجائیں نا، نہیں سمجھ آیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اسپیکر صاحب! اس کا مطلب یہ ہے XXXXXXXX - XXXXXXXX۔

XXXXXXXX - میں بول دوں گا اگر آپ کو اس طرح اچھا لگتا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! پھر صحیح ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دیکھیں! جس کی حکومت وہ اُس کا role بڑا پد رانہ اور مادرانہ ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کی بھوک، پیاس، تکلیف، مشکلات، دورانہدیشی، دُور بینی اور پیش بینی سے کام لیتی ہے حکومت کا بڑا دل اور بڑے گردے ہوتے ہیں بڑی جرأت ہوتی ہے اُن کو جناب والا! فیصلہ کرنے میں بارہ گھنٹے کی کیبنٹ کا اجلاس نہیں چاہیے ہوتا ہے۔ اُن کو بارہ منٹ کسی بلوچستان کے جا کے غریب پسماندہ حال بھوکے شخص کی نبض پر ہاتھ رکھیں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں آپ کو پتہ چل جائیگا کہ بلوچستان میں کتنی جلدی فیصلے کرنے کی ضرورت ہے آج بلوچستان میں جو پی ایس ڈی پی آر رک گیا ہے اس کا ذمہ دار کورٹ نہیں ہے میرے پاس کورٹ کا فیصلہ پڑا ہوا ہے اور یہ پی ایس ڈی پی آر کا discussion بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہم اپوزیشن والے ادھر لائے چالیس سینتالیس منٹ کی ہماری speech پڑی ہوئی ہے ہم نے اس وقت بتایا کہ بلوچستان کو ہم یہ ایک نیا development agenda دینا چاہتے ہیں ایک نیا development paradigm دینا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں جو لوگ ہمیں ووٹ دیکر آئے ہیں وہ ابھی تک یہ نا کہیں کہ ہم بلوچستان کے پیسے چوری کرتے ہیں بیس ہزار ٹرانسفا رمرز کے لئے دیدیں دس ہزار پائپوں کے لئے دیدیں دو ہزار سڑکوں کے لئے دیدیں یہ بلوچستان میں culture تھا یہ سارے پڑھے لکھے لوگ آئے ہیں۔ ہم نے پی ایس ڈی پی آر کے لئے آپ کو پالیسی دی۔ کورٹ نے آپ

کو clearcut، اس وقت contempt of court ہو رہی ہے۔ 17 مارچ 2018ء کو جو کورٹ نے فیصلہ دیا ہے، یہ حکومت تو بین عدالت کر رہی ہے۔ بلکہ عدالت نے آپ کا کام نہیں روکا ہے۔ عدالت نے 17 مارچ 2018ء کے فیصلے میں عدالت نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ 4 سو 50 کے قریب اسکیمیں ہیں انفرادی نوعیت کی یہ پی ایس ڈی پی سے نکال دیں نمبر 1۔ نمبر 2 پی ایس ڈی پی کے حوالے سے کورٹ نے یہ واضح لکھا ہے کہ آپ تعلیم، صحت اور پانی کی جتنی اسکیمیں جناب والا پی ایچ ای۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: آئندہ کیلئے اگر مائیک چاہیے تو کھڑے ہو کے آپ اسپیکر سے مانگیں، بیٹھ کے بات نہیں کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہمارا الجھ، یہ میرا الجھ نہیں ہے آپ غریبوں کے علاقے میں جائیں وہ آپ کو گریبان سے پکڑ کر سارے بٹن تھوڑ دینگے۔ جناب والا! 9 لاکھ پوری گندم کی ذمہ داری اس حکومت پر عائد ہوتی 80 ارب روپے اگر لپس ہونے والے ہیں اس کی بھی ذمہ داری اس حکومت پر ہوتی ہے آج بلوچستان میں اگر لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے اس کی ذمہ داری اس حکومت پر عائد ہوتی ہے ہمارے لہجے میں جناب والا! وہ تلخیاں ہیں جو ہمارے لوگ ہمیں منتخب کر کے بھیجے ہیں انہوں نے ہم کو خاران کے کسی ریگستان میں جائیں گاؤں میں جائیں، پوچھیں، وہ تو سمجھتے ہیں ہم نے آپ کو ووٹ دے کر کے بھیج دیا آپ کچھ نہیں کر رہے ہیں آپ کو فنڈ مل رہے ہیں یہ جناب والا! اخبار ہے میں تو کہتا ہوں اس پر انکو ائری ہونی چاہیے کہ جی کہتے ہیں کہ چالیس ارب کی authorisation پینتیس ارب جاری کر دیئے گئے میں حلفیہ طور پر کہتا ہوں میرے ایک دوست کے حلقے میں بھی چالیس ارب روپے نہیں گئے۔

جناب اسپیکر: on going میں کئے ہونگے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! on going میں چالیس ارب نہیں گئے ہیں چالیس ارب روپے بہت بڑی بات ہوتی ہے thirty three بلین آپ کی آدھی پی ایس ڈی پی اور آپ کے پاس یہاں کوئی ایک واٹ پیپر نہیں ہے اس کو ثابت کرنے کیلئے چالیس ارب روپے آپ نے کہاں دیئے ہیں۔ آخر ہمارے حلقے بھی on going میں آتے ہیں ہمارے حلقے میں دس روپے پانی کے لئے نہیں آئے۔ دس روپے ہمارے حلقوں میں health کے لئے نہیں گئے دس روپے آپ نے کوئی نئی ملازمتیں آپ نے create نہیں کی ہیں۔ اب میں جناب اسپیکر! آپ کو بتانا چاہوں گا دیکھیں اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اسپیکر ہیں بیٹھے ہیں بلوچستان بحرانی کیفیت سے گزر رہا ہے۔ ہم بلوچستان کے معاملات کو اس حکومت کو آپ رہنے نہیں دینا چاہیں گے۔ جس طرح آپ اگر کوئی

تھوڑی دیر کے وقفہ کر لیں آپ UK کی پارلیمنٹ میں وہاں جو اسپیکر کی ایک رولنگ ہے وہ ذرا دیکھ لیں اور اس کے بعد آئیں اس طرح کا جراثمدانہ فیصلہ کریں جس کو بلوچستان کی تاریخ میں یاد رکھا جائے۔ آپ ایک دینگے کہ بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کے حوالے سے یہاں ایک کمیٹی تشکیل دیں ہم جا کر کے کورٹ کے ساتھ negotiate کریں گے ہم نے کورٹ کو پہلے بھی بتایا تھا اور س چیز پر agree ہے کورٹ کی دوسری توہین عدالت انہوں نے کی ہے کہ کورٹ نے ان کو واضح احکامات دیئے تھے کہ اکتوبر اور نومبر مہینے میں آپ نے آنے public sector development plan کے لئے ہیں اسکیمیں لینی ہیں اور اسکیموں کا criteria بھی انہوں نے دیا ہے propharma بنا کے دیا لیکن آج تک جناب والا! مارچ ختم ہونے کو ہے لیکن آج تک آنے والی public sector development plan کی انہوں نے اسکیمیں ابھی تک طلب ہی نہیں کیں جو participatory budget process ہے وہ بالکل انہوں نے اپنایا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس وقت آپ کی رولنگ کی ضرورت ہے پی ایس ڈی پی پر بلوچستان بحران سے گزر رہا ہے اس کو حکومت کا مسئلہ ناں سمجھیں اس کو بلوچستان کا بحران سمجھتے ہوئے آپ نے رولنگ دینی ہے کہ پی ایس ڈی پی پر ایک اسپیشل کمیٹی بنا دینگے آپ ہم کورٹ کے سامنے پیش ہونگے ہم سارے جو officials ہیں، کیونکہ حکومت یہ الزام عائد کرتی ہے کہ جی بیورو کر لیں اس میں رکاوٹیں ڈال رہی ہے بلکہ انہوں نے حکومت تو کبھی کبھی یہ بھی کہتی ہے کہ کچھ بڑے طاقت ور حلقے ہیں وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو انہوں نے پیسے روک دیئے ہیں۔ تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کے چالیس ارب روپے نو لاکھ گندم کی جو بوری ہیں یہ اس کا حساب بلوچستان میں جتنی بیروزگاری ہے ان سب کے حوالے سے جناب والا! آپ نے اس اسمبلی کے حوالے سے رولنگ دینی ہے، شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ ثناء بلوچ صاحب! ایک منٹ۔ زیرے صاحب اس طرح نہیں اٹھیں۔ نہیں اس طرح کیسے اٹھ رہے ہیں please آپ بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو فلور دوں پھر آپ بولیں ناں۔ آپ میرے ساتھ cooperation کریں میں اپوزیشن کے ساتھ cooperation کر رہا ہوں آپ تو اس۔۔۔ (مداخلت) بالکل میں آپ کو دوں گا۔ زیرے ایسا نہیں ہے برائے مہربانی اس کا مائیک بند کر دیں۔ زیرے آپ اسمبلی کے رول کے مطابق ہی نہیں جا رہے ہیں۔ مائیک بند کر دیں زیرے کا۔ زمر خان آپ اٹھیں۔ وہ ریکارڈ میں نہیں جا رہا ہے۔ آپ کی speech ریکارڈ میں نہیں جا رہی ہے آپ کا مائیک بند ہے آپ جو بول رہے ہیں وہ کسی کام کا نہیں ہے۔ وہ کریں لیکن اسپیکر کی اجازت۔ آپ کو فلور دوں پھر آپ بات کریں فلور نہیں دیا ہے میں نے۔ دیکھیں! میں آپ کے ساتھ تعاون کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ چیزیں سامنے لائیں آپ کی باتیں ریکارڈ میں رہیں

-- (مداخلت) سینی میں سنوں گا لیکن آپ کی بات ریکارڈ میں نہیں آئے گی جب وہ مائیک ہی نہیں ہے آپ کی باتیں ریکارڈ نہیں ہو رہی ہیں میں آپ کو فلور دوں پھر آپ لے لیں زیرے میں سب کو ایک ایک کر کے ٹائم دے رہا ہوں اس طرح نہیں ہے چلو آپ بولتے رہیں۔

(اس مرحلہ میں اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب اسپیکر: جی شکر یہ اپوزیشن کا وہ چلے گئے جی ایک منٹ بیٹھیں میں فلور آپ کو دوں گا سردار کھیترا ان صاحب آپ کو فلور دوں گا ایک منٹ مجھے بولنے تو دیں۔ پھر میں آپ کو فلور دیدوں گا۔ یہاں جو الفاظ جہاز کے پائلٹ، ڈرائیور، اُن کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیئے جائیں یہ پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیترا ان: (وزیر خوراک و بہبود آبادی): جناب اسپیکر یہاں غیر پارلیمانی اور کسی کی ذاتی نہیں جیسے ابھی جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جام کا پہیہ جام ہے اسی طریقے سے ہم بھی ان کے اکابرین کے خلاف بول سکتے ہیں کہ فلاں کا پہیہ جام ہے فلاں کا جام ہے۔ حدود کے اندر رہ کر بالکل ہم پر تنقید کریں سب پر کریں انکا حق ہے لیکن ذاتی طور پر ہم برداشت نہیں کریں گے کہ جام کا پہیہ جام ہے یا ٹرک ڈرائیور ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ باہر کیا ہے ادھر نہیں کیا ہے ادھر نہیں کیا ہے۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: ناں ناں یہ غلط ہے۔

جناب اسپیکر: سردار صالح بھوتانی صاحب! آپ سینئر منسٹر ہیں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کمیٹی میں بھی تھے۔ کیونکہ گورنمنٹ میں سینئر آپ ہیں آپ کریں اور طارق مگسی صاحب ہیں۔

سردار محمد صالح بھوتانی: (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر! پہلے تو میں clear کروں کہ میں سینئر منسٹر ہی نہیں ہوں۔ صرف منسٹر ہوں۔

جناب اسپیکر: اچھا

وزیر بلدیات: صرف منسٹر ہوں۔ کیونکہ اب تک سینئر منسٹر کا portfolio میرے نام پر الاٹ ہی نہیں ہوا ہے۔ سٹیئر کوئی اور ہوگا میں صرف منسٹر ہوں۔ دوسری عرض یہ ہے کہ سر! یہ پانچ نومبر کو کا بیننگ ہوئی تھی اور اس

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXXXX۔ کارروائی سے حذف کر دینے گئے۔

دن اپوزیشن والے تشریف لائے تھے سی ایم صاحب کے پاس۔ تو وہاں سی ایم صاحب نے ہم چار لوگوں کو جہاں تک مجھے یاد ہے مجھے اسد بلوچ صاحب اور ظہور بلیدی صاحب اور مری صاحب اگر میں غلط نہیں ہوں تو انکو بھیجا کہ تاکہ اپوزیشن والوں سے مذاکرات کریں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ جی اپوزیشن والے بھی نمائندے ہیں لوگوں سے ووٹ

لے کر آئے ہیں اُنکے لیے بھی بہتر سوچ کی جائے تاکہ اُنکو بھی accommodate کیا جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ آج پی ایس ڈی پی کا یہاں جو کابینہ کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں فیصلے ہوں گے اور اُس میں ہم ایک decide کر لیں گے اس کے بعد۔ تو اس میں decide یہ ہوا کہ جی جو بھی فنڈز ہیں وہ ڈیولپمنٹ کے لیے کوئی خاطر خواہ رقم نہیں ہے اور ongoing schemes کو دیئے جائیں گے جو کہ 80% 70% جو اسکیموں پر کام ہوا ہے اور جو سات سال، پانچ سال یا چار سال سے جو پڑی ہوئی ہیں جو جون میں مکمل کیا جائیگا تاکہ وہ مکمل ہو جائیں اور دوسرے دس دس کروڑ constituency wise کو constituency wise دس دس کروڑ دیئے جائیں گے تاکہ چھوٹے موٹے کام وہ ہو جائیں اور Next PSDP میں وہ ڈیولپمنٹ کے لیے کام رکھیں جائیں۔ یہ ہوا فیصلہ ہوائی یہ باتیں وہیں پر۔ شاہوانی صاحب نے next day شام کوفون کیا کہ جی میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں تو میں نے اُنہیں بتایا کہ جی میں کراچی جا رہا ہوں ایئر پورٹ پر ہوں تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی ایک ذمہ داری تھی ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا جی ڈیولپمنٹ کے حوالے سے جہاں تک میرے علم میں ہیں کہ دس دس کروڑ constituency wise رکھے گئے ہیں اور deputy commissioners execute وہ through ہوں گے۔ اور وہاں خرچ ہوں گے آگے کیا پالیسی ہوتی ہے میں یہ نہیں بتا سکتا ابھی اس پر جب عملدرآمد ہوگا تو پھر میں بھی دیکھوں گا آپ بھی دیکھیں گے۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی علم نہیں ہے میں ابھی بھی on the floor کہتا ہوں کہ مجھے اس کے علاوہ کوئی علم نہیں وہ خرچ ہوا ہے کہاں ہوا ہے کس طریقے سے ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں سردار صاحب آپ سینئر ہیں جو بھی آپ کے فیصلے ہوں گے وہ ہاؤس میں آ کر پاس ہونے کے بعد آپ deliver کر دیں گے یا devolve کر دیں گے DCs کو یا جس طرح آپ کا پروگرام ہو۔ جو پی ایس ڈی پی بنی ہوئی ہے اس کی کیا پوزیشن ہے وہ اور یہ DC کو پیسے دے رہے ہیں اسمبلی سے پاس ہوئی ہے کیا اس میں۔ کیونکہ ہاؤس کے پاس۔

وزیر بلدیات: جی کابینہ نے پاس کی ہے اس بارے میں مزید۔

جناب اسپیکر: اس کے بعد اس اسمبلی سے پاس ہونی چاہئے ورنہ تو۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات: اس بارے میں مزید وزیر اعلیٰ صاحب اختیار رکھتے ہیں اور P&D minister بھی وہیں ہیں وہی پالیسی بتا سکتے ہیں مجھے اس میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ میں عرض کروں۔ میں نے جہاں تک میرا اختیار تھا جہاں تک میری معلومات تھیں میں نے on the floor وہی باتیں کہیں اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی

اختیار نہیں ہے thank you very much

جناب اسپیکر: جی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سردار صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں اُس سے پہلے ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے میٹنگ کی تھی انہوں نے ایک کمیٹی بنائی اور اس کے اندر سردار صاحب اُن کے سربراہ تھے اسد بلوچ، عبدالحق ہزارہ، زمر خان اچکزئی اور نصیب اللہ خان مری تھے۔ سردار صاحب نے جس طرح خود فرمایا بالکل اُسی طرح اس سے پوچھنے کی میں نے کوشش کی کہ اس کمیٹی کو جب بنایا گیا تو انہوں نے کیا فیصلے کیے؟ جس طرح ابھی سردار صاحب نے جواب دیا بالکل یہ من و عن مجھے بھی انہوں نے اس طرح ہمارے محترم نے کہا جناب اسپیکر صاحب! جب سردار صاحب خود کہتے ہیں کہ مجھے باقی کوئی علم نہیں ہے ہمیں بھی علم نہیں ہے اور اُس کمیٹی کے سربراہ کو بھی علم نہیں ہے کہ ہمیں کتنے پیسے دیئے گئے ہیں اور آپ اس وقت جو چیز کر رہے ہیں، اسپیکر ہیں اس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو بھی علم نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ کم از کم بلوچستان کے عوام کے ساتھ یہ دھوکہ کیا جا رہا ہے اور وہ کمیٹی جناب اسپیکر صاحب! جو وزیر اعلیٰ صاحب نے کابینہ سے اٹھ کر فیصلہ لیکر ہم لوگوں سے ایک گھنٹہ ملاقات کے بعد بنائی آج وہ کمیٹی لاعلمی کا اظہار کر رہی ہے۔ تو یہ ظلم نہیں اور کیا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہر ضلع کو دس دس کروڑ روپے بھیجے ہیں اپوزیشن کے ہیں چاہے گورنمنٹ کے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! اگر دس دس کروڑ کا حساب لگالیں۔

جناب اسپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ ہاؤس سے پاس ہوا ہے کہ نہیں میں اس ہاؤس کے کیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: نہیں جناب اسپیکر صاحب! اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس طرح ثناء بلوچ صاحب نے آپ کو اخبارات دکھائے کہ 33 ارب روپے ریلیز کیے گئے مختلف مد میں۔ تو یہ دس دس کروڑ کے حوالے سے اگر آپ ---

جناب اسپیکر: ملک صاحب یہ باتیں ساری ہوگئی ہیں ملک صاحب یہ باتیں دوبارہ repeat ہو رہی ہیں ناں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ اس کے اعداد و شمار کریں تو تقریباً اڑھائی ارب روپے بنتے ہیں باقی ساڑھے 31 ارب روپے کدھر گئے۔

جناب اسپیکر: باقی ongoing میں چلے گئے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: وہ کس مد میں ریلیز کیئے گئے ہیں یا اس کا کوئی اتا پتا ہے ہمیں اس کے لیے جواب

چاہیے جناب اسپیکر صاحب! اس کمیٹی کا جواب چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ملک صاحب! آپ کا point آ گیا ناں۔ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب! آپ کا point آ گیا اس طرح نہیں کریں ناں آپ لوگ اس طرح بھی نہیں کریں جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان ریسانی: جناب اسپیکر صاحب! کہتے ہیں ”کہ خبر ڈیر سر یو“ آپ کی سربراہی میں ہم چاہتے ہیں کہ پی ایس ڈی پی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے اراکین ہوں اور وہ فیصلہ کرے کہ اراکین اسمبلی کو ترقیاتی مد میں کتنا حصہ دار بنایا جائے گا۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ نواب صاحب جی زمرک خان صاحب! آپ بات کریں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے بہت اچھے طریقے سے اپنا جو view تھا یا اپنی جو باتیں تھیں وہ سامنے رکھیں پی ایس ڈی پی کے حوالے سے۔ کوئٹہ میں واٹر سپلائی، ایجوکیشن، ہیلتھ اور بہت سی ایسی باتیں بھی کہیں کہ جی جہاز میں ٹرک کا ڈرائیور یا ٹرک میں جہاز کا ڈرائیور بٹھایا گیا ہم نے جہاز میں جہاز کا ہی پائلٹ بٹھایا ہے کوئی ٹرک کا ڈرائیور نہیں بٹھایا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: زمرک خان وہ بات حذف ہو گئی ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ اگر ہمیں پانچ دس منٹ دیدیں تو ہم آپ کو بتائیں گے نہیں تو آپ اپنی باتیں کرتے رہیں ہم سنتے رہیں گے میں آپ کو پی ایس ڈی پی کے بارے میں بتا دوں۔ اسپیکر صاحب! یہ پی ایس ڈی پی کب بنی ہے پہلے تو ان سے یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ کچھلی گورنمنٹ میں یہ پی ایس ڈی پی بنی ہے ہماری گورنمنٹ میں نہیں بنی ہے اور پی ایس ڈی پی بنانے کا حق ڈیپارٹمنٹ کے تھر وٹریٹری پنچر کا ہوتا ہے کسی بھی ایم پی اے کو حصہ نہیں مل سکتا ہے یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اور یہ پلاننگ کمیشن کا جو طریقہ کار ہے یا اس کی پالیسی کے تحت جو بھی پی ایس ڈی پی بنتی ہے اپنی حکومت خود اپنی پالیسی کے تحت بناتی ہے ایک ایم پی اے اگر بیٹھا ہوا ہے آپ سے اگر عوام پوچھتے ہیں۔۔۔

نواب محمد اسلم خان ریسانی: اصل میں زمرک خان یہ ساری پی ایس ڈی پی کے ساتھ زیادتی ہے یہ اس ایوان کے ساتھ زیادتی ہے اور اگر آپ صرف حزب اقتدار کو آپ ترقیاتی عمل میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیں کہیں کہ تم چھٹی کرو ہم اس طرح چھٹی نہیں کریں گے ہم ادھر بیٹھ جائیں گے زمرک خان۔ دیکھیں یہاں پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کا محکمہ جس کے پاس ہو وہ آ کر ہمیں جواب دیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: میں نے تین دفعہ بھی ہائی کورٹ کی پیشیاں بھگت کر یہاں بیٹھا ہوا ہوں کہ پی ایس ڈی پی پر کیا کیا تحفظات ہیں کس طریقے سے انہوں نے کہا کہ کس طرح استعمال کریں میں گیا تھا حاجی صاحب حاجی

محمد خان گئے تھے ہمارے ساتھ ہیلتھ منسٹر گئے ہیں ہمارے ساتھ ہوم منسٹر گئے ہیں ہم نے وہاں کھڑے ہو کر اس پر بات کی ہے میں ایسی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں نواب صاحب! آپ تو ہمارے محترم ہیں آپ کے ساتھ ہم نے وہ وقت گزارا ہے کہ وہ ایک تاریخی وقت تھا جو ہم نے آپ کے ساتھ as a minister کام کیا میں یہ نہیں کہتا ہوں لیکن وقت change ہوتا ہے خود آپ کے آپ کے اس ہاؤس کے ممبر گئے تھے جس میں انہوں نے سپریم کورٹ میں کیس دائر کیا اس میں میں بھی تھا اس نے ایک فیصلہ دیا ہوا ہے کہ individual cases جس طرح ثناء صاحب نے کہا کہ نہیں ہونا چاہیے آپ جو بیٹھے ہوئے ہیں یا ایم پی ایز ہیں یہ قانون سازی کر سکتے ہیں یہ نالی نہیں بنا سکتے ہیں یہ ٹرانسفا مر نہیں دے سکتے ہیں یہ روڈ نہیں بنا سکتے ہیں یہ قانون ہے میں نہیں کہتا ہوں یہ سپریم کورٹ کہہ رہا ہے یہ پلاننگ کمیشن کی پالیسی ہے ابھی میں کس طرح کہہ دوں کہ ایک ایم پی اے پر ہم تقسیم کریں گے کوئی ایم پی اے پر تقسیم نہیں ہو رہا ہے constituency wise آپ بتادیں ہم بیٹھیں گے ہم آپ سے کہیں گے کہ جی بھائی اس طرح یہ تقسیم ہوتی ہے پی ایس ڈی پی کس طرح بنی آپ کی خود بیورو کریسی نے جا کر آپ کے دور میں پچھلے دور میں یہ بیان دیا کہ جی یو ایس بی ہے یہاں اس کے through یہ پی ایس ڈی پی بنی ہے اور پھر ہائی کورٹ نے کہا کہ یہ کس طرح کی پی ایس ڈی پی ہے یہ اس طرح بنتی رہی ہے جو ایک رات میں دورات میں بنتی ہے ہم ابھی بیٹھے ہوئے ہیں دیکھ رہے ہیں کہ ان کمزوریوں کو کس طرح ختم کیا جائے جو پچھلی حکومت کی وراثت میں ہمیں ملے ہیں ہائی کورٹ میں ہم نے کہا کہ جی ہمیں اجازت دی جائے کہ جو flood آیا ہوا ہے اس کے تحت ہم agriculture کو آباد کریں یہ ملک نصیر احمد شاہوانی تھے میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ آجائیں لیکن انہوں نے کہا کہ جی وہ لیٹ ہو گیا تھا یہ باہر گئے ہوئے تھے ہم نے یہ کہا کہ جی آپ نے جنگلات کو بچانا ہے ہم نے اپنے اس system اس sector کو یہاں ہر sector جو ہے بلوچستان کے عوام کے لیے ایک اہمیت رکھتا ہے۔ ہم جانتے ہیں ہم نے قربانیاں دی ہیں اس سسٹم کے لیے ہم وہ پارٹی ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں ہم نے یہاں شہداء دیئے ہوئے ہیں ہم سے کون پوچھ سکتا ہے کہ ہم بلوچستان کے حقوق کی جو بات کریں گے اور ان پر سودا کر کے فیڈرل کوچھوڑ دیں گے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ہم ان وزارتوں کے لیے نہیں بیٹھے ہیں کہ صرف ہم وزیر بن کر یہاں آ کر اپنی تنخواہ اور اپنے پیسے لے کر اور ہم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھ جائیں ہم نے یہاں قربانیاں دیں ہم نے شہداء دیئے کس نے اتنے شہداء دیئے جو ہماری پارٹی کے ساتھ وہ اگر compair کرنا چاہیں ہم نے پختونخواہ میں دیئے ہم نے کراچی میں دیئے ہم نے عوام کے حقوق کے لیے دیئے ہم صرف باتیں نہیں کرتے ہیں خدا کرے اگر اس حکومت میں بھی۔ میں آپ سے حلفیہ کہتا ہوں کہ اگر اس بلوچستان کے عوام کو کا فائدہ اس میں نہ ہو تو حلفیہ کہتا ہوں

کہ ہم یہاں وزارت نہیں کریں گے ہمارا پارلیمانی لیڈر بیٹھا ہوا ہے ہم نے جام صاحب کے ساتھ بیٹھ کر یہی فیصلہ کیا ہوا ہے۔ آپ کا جو مغربی روٹ ہے جام صاحب نے اس پر stand لیا ہوا ہے۔ آپ کے NFC پر کس نے stand لیا ہوا ہے؟ ہماری حکومت نے جام صاحب کی سربراہی میں ایکشن لیا ہوا ہے کہ جی ہمیں این ایف اسی ایوارڈ ملنا چاہیے۔ آج اور پرسوں کا اخبار دیکھ لیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ تینتیس ارب روپے کس طرح release ہوئے ہیں یہ ہائی کورٹ نے کہا کہ آپ نے نئی اسکیم کوئی نہیں دینی ہے۔ آپ on-going 80% میں جائیں۔ اور ongoing جو دس سال، پانچ سال، تین سال سے جو چل رہی ہیں۔ دس سال سے جو ہے انکو آپ delete کر دیں۔ جو اسکیم complete ہی نہیں ہو رہی ہے جسکا کوئی وجود ہی نہیں۔ یہاں آپ لوگوں نے ایسی اسکیمات ongoing میں دی ہیں جو پندرہ، پندرہ سال سے چل رہی ہیں complete نہیں ہو رہی ہیں۔ آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپکی حکومت نے دی ہیں۔ آپ اُس پندرہ سال پہلے والی حکومت کی کارکردگی اٹھالیں۔ کس نے دیئے میں نے تو نہیں دی۔ میری ایک اسکیم بھی ongoing کی نہیں ہے۔

میرا ختر حسین لاگنو: پہلے بڑے جام صاحب کی حکومت تھی۔

وزیر زراعت و کوآپریٹو: آپکی بھی حکومت تھی بھائی۔ جمعیت کی حکومت تھی۔ سب کی حکومت تھی۔ کیوں

آپ چیتنے ہیں یا۔۔ (مداخلت۔ شور)

میرا ختر حسین لاگنو: ہم اُس وقت بھی اپوزیشن میں تھے۔ 2002ء کی اسمبلی آپ دیکھ لیں جان۔ ریکارڈ کی تصدیق کیلئے میں بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹو: اگر پچھلے سال پشتونخواہ، نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں آپ بات سُن لیں آپکو اگر اُس بات میں کوئی فرق ہو تو آپ بالکل کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ اسکیمات آئیں ان میں ہماری کمیٹی بیٹھی۔ جس میں نوابزادہ طارق خان مگسی صاحب، چیف سیکرٹری صاحب تھے اور ہمارے اے سی ایس تھے۔ ہر ممبر نے جا کر اُس کی نشاندہی کی کہ جی جو غلط اسکیمات ہیں جو غلط طریقے سے ہر سال اُس پر پیسے ڈرا ہوتے ہیں اور اُسکی کوئی completion نہیں ہے انکو ختم کیا جائے۔ اور ہائی کورٹ نے یہ بھی کہا کہ تین سال، چار سال، پانچ سال کی جو اسکیمات ہیں ongoing ان کو مکمل کر دو کہ next PSDP آپکی صحیح بن جائے۔ اور ایک proper طریقے سے ہم اُس پر کام کر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی نئی اسکیم نہیں ملی ہے۔ میں صحیح کہتا ہوں۔ لیکن ہمارے جتنے بھی پیسے گئے ہوئے ہیں۔ آپ آجائیں آپکو اے سی ایس کے ساتھ بٹھائیں گے آپکے جتنے اپوزیشن ممبر ہیں آپکے جو پارلیمانی لیڈرز ہیں پارٹی کے۔ آپ آجائیں ہم دیکھیں گے کہ کتنے پیسے ریلیز ہوئے

ہیں۔ میری بھی ongoing میں کوئی اسکیم نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی اسکیموں میں گئے جو پرانی ہیں۔ یہ پی ایس ڈی پی کا طریقہ کار یہی ہے کہ جب Next PSDP بنے گی اس میں مشاورت کریں اور حلقہ وائز کریں گے۔ یہ میں اپنے جتنے بھی سینئر ممبرز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب سے ہم یہی کہیں گے کہ اگر ہر constitution میں اتنے پیسے خرچ ہونگے جتنے ہمارے constituency میں ہونگے یہ آپکے ساتھ وعدہ ہے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ آپ کی مرضی کے مطابق خرچ ہونگے۔ کوئی پالیسی ہے کونسا قانون ہے کہ آپ کی مرضی کے مطابق میں اسکیم دے دوں کوئی نہیں ہے۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: دیکھیں گورنمنٹ نے آپ لوگوں کو تھل سے سنا۔ آپ گورنمنٹ کو سنیں۔

جناب اصغر علی ترین: یہ جام صاحب کو میرے خیال سے مشاورت یہ دیتے ہیں کہ ترقی کیا ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں گورنمنٹ کے منسٹر کو دفاع کرنے دو۔

میر اختر حسین لاگو: نہیں صرف ہمیں یہ بھی بتایا جائے۔ زمرک صاحب مہربانی کر کے یہ بھی بتادیں کہ ہمارے حلقوں میں جو پیسے خرچ ہونگے وہ کس کی مرضی سے ہونگے؟ اسکی وضاحت کر لیں۔ (مداخلت۔ شور) ہماری مرضی سے نہیں ہونگے ہم ڈیمانڈ نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: وہ تو اپنی گورنمنٹ کا منسٹر ہے اسکو دفاع کرنے دو۔ کتنی خندہ پیشانی سے آپ لوگوں کو سنا، آپ لوگ سن تو لیں۔

میر اختر حسین لاگو: اُنکی مداخلت کی مرضی سے ہونگے ہمارے حلقوں میں خرچ کس کی مرضی سے ہونگے اسکی وضاحت کر لیں ہمیں نہیں چاہیے ہم تجویز بھی نہیں دیں گے ہم اپنی مرضی کا دعویٰ بھی نہیں کریں گے۔ صرف زمرک صاحب یہ واضح کر دیں کہ وہ ہوگی کس کی مرضی سے۔

وزیر زراعت کو آ پریٹوز: واضح کر رہا ہوں آپ مجھے موقع تو دے دیں۔

جناب اسپیکر: ابھی تو اُس کو ختم تو کرنے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کورٹ کے فیصلے کو غلط پڑھا ہے۔ دیکھیں کورٹ کے فیصلے کو میں، یہ میرے پاس فیصلہ ہے۔ جناب اسپیکر! دیکھیں اس طرح نہ کریں یہ کورٹ کی عدالت کی بھی تو ہیں ہوگی کہ اس اسمبلی میں ہم سب بیٹھے ہیں ہمارے سامنے کورٹ کا فیصلہ پڑھا ہوا اور اس کی کوئی غلط تشریح کریں۔ جناب اسپیکر! دیکھیں جس طرح میرے محترم دوست نے کہا کہ پی ایس ڈی پی۔۔۔ (مداخلت) یہ پی ایس ڈی پی بھی جتنی تفصیل سے۔۔۔ (مداخلت) ہاؤس کو زمرک صاحب! دیکھیں میں۔ آپ کوئی مختصر اُدیکھیں۔ میں آپکی بھلائی کیلئے بات کر رہا ہوں۔ کہ آپ کورٹ

کی جو پالیسی آئی تھی۔ کورٹ کا فیصلہ آیا تھا۔ اُس کو غلط translate نہیں کریں غلط explain نہیں کریں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: سر! پڑھ کر دے دیں۔ اُنہوں نے کیا کہ نہیں کیا؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں ابھی آپ کو بتاؤنگا۔ دیکھیں آپ کو یاد ہوگا کہ 45 minute یہاں پی ایس ڈی پی پر تفصیلی جو discussion ہم نے کی سر! میری speech تھی کوئی چھ سے سات گھنٹے اس اپوزیشن کی۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ثناء صاحب! آپ مجھے سن لیں۔ پھر آپ بعد میں کہہ دیں۔ آپ اپنی تقریر کریں بعد میں۔ آپ مجھے complete کرنے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میرا گلہ ویسے بھی آج خراب ہے۔ موقع آپ کو دوونگا لیکن دیکھیں دو چیزیں بڑی important ہیں جناب والا!۔ کورٹ نے 17 مارچ 2018ء کو جو فیصلہ دیا تھا وہ بڑا واضح ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ حکومت جو پی ایس ڈی پی بنی تھی اُس سے ساڑھے چار سو اسکیمیں نکال دیں۔ نمبرون۔ نمبر دو کورٹ نے واضح طور پر کہا تھا کہ تین شعبے۔ تعلیم، صحت اور پانی۔ یعنی پی ایچ ای water and sanitation۔ ان کی جتنی بھی اسکیمات ہیں یہ آپ فوری طور پر شروع کریں اس پر ہم کوئی قدغن نہیں لگاتے ہیں ایک دوسرا فیصلہ ہے تیسرا فیصلہ کورٹ نے یہ دیا تھا کہ کیونکہ پی ایس ڈی پی بلوچستان کی تاریخ میں غلط بنتی چلی آرہی ہے۔ یہ یو لی پاپ والا طریقہ کار ہے۔ جس طرح یہ دس کروڑ، پندرہ کروڑ، بیس کروڑ۔ ہم یہاں کروڑوں کیلئے نہیں آئے۔ میں نے اُس دن کہا تھا کہ ہم منتخب ہو کر آئے ہیں۔ خُدا جانتا ہے کہ ہم بلوچستان کو ایک political اور development culture دینا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے ماتھے سے یہ کالک دھونا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ایم پی ایز پیسے لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایم پی ایز نہیں لیتے ہیں۔ ایم پی ایز کے علاقے میں ہوتا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ جناب والا! پی ایس ڈی پی کیلئے ایک طریقہ کار ہے۔ اس طریقہ کار پر عملدرآمد کر کے اکتوبر اور نومبر کے مہینے میں بلوچستان کے تمام محکموں سے آپ تجاویز لیں۔ وہ پلاننگ پی اینڈ ڈی میں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اصغر خان اچکزئی: مائیک اُس کے حوالے ہوا ہے وہ کھڑا ہے اور دوسرا درمیان میں بول رہا ہے۔ کم از کم یہ تو فائل کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: زمر خان خاموش ہے ہم کیا کہتے ہیں آپ کی آواز ہی نہیں نکل رہی ہے۔ آپ کا مائیک چھین لیا ہے۔ پھر آپ بیٹھ کر بات کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں یہ ہاؤس، یہاں سارے لوگ گواہ ہیں۔ یہاں پریس بھی ہے۔ میں دوبارہ یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے last جو ستمبر میں ہماری discussion ہوئی تھی۔ ہم نے ایک clear cut فارمولا دیا تھا کہ بلوچستان میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروفائل نکالیں۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ! ساری باتیں ہوئی ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دیکھیں سر! نہیں نہیں یہ کوئی دس کروڑ، پندرہ کروڑ والی بات نہیں چلے گی۔ ہمیں پچاس کروڑ روپے نہیں ہمیں ایک ارب روپے دے دیں۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! آپ مجھے سنیں تو صحیح۔ یہاں تفصیلی discuss ہوئی ہے۔ ساری چیزیں آپ کے پوائنٹ بھی آگئے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی آپ ACS کو لیٹر لکھیں کہ جتنی نئی سکیمز پر اب تک جو پیسے ریلیز ہوئے ہیں یا اسکیمیں اناؤنس ہو گئی ہیں یا ٹینڈر ہو گئے ہیں انکی تفصیل اگلے اجلاس میں دیدیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں ہیلتھ اور ایجوکیشن۔

جناب اسپیکر: کورٹ کے فیصلے اور پی ایس ڈی پی میں جو نئی اسکیمیں ہیں انکو دیدیں اسمبلی میں۔ اب ہم وقفہ سوالات پر جاتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! دیکھیں میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ان تین شعبوں میں پابندی نہیں تھی۔ آٹھ مہینے سے ایجوکیشن، ہیلتھ اور water and sanitation پی ایچ ای کے کیوں نہیں آرہی ہیں۔ ایجوکیشن کے سیکرٹری صاحبان نے بڑے dynamic سیکرٹریز ہیں انہوں نے کوششیں کیں۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! ابھی وہ تفصیل آجائے۔ اگلے دو دن بعد اجلاس میں بیٹھ کر بات کریں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: پندرہ کروڑ روپے کہاں گئے؟ علاقوں کیلئے پانی، بجلی، صحت اور تعلیم۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! کیوں اس طرح وہ چیزوں پر لے جاتے ہیں۔ کیونکہ ریکارڈ آنے دیں ناں پھر اس پر بات کریں گے۔۔۔ (مداخلت) باقی کارروائی نہیں کرنی ہے کیا؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: دیکھیں میرے دوست اختر انگو صاحب نے کہا کہ یہ کس کی مرضی کے مطابق یہ جو فنڈ تقسیم ہو رہا ہے۔ یہاں کسی کی مرضی نہیں چلے گی نہ میری مرضی نہ آپکی۔ میں بھی اپنی مرضی سے۔ یہاں ہر ڈیپارٹمنٹ اپنا concept paper بناتا ہے اپنے ایریا کا سروے کرتا ہے اس کے مطابق وہ اسکیمات submit کرتا ہے۔ اور اس کے مطابق جو آپکے حلقے میں شاید اسکول کی ضرورت ہو تو وہاں اسکول کا

ADO بیٹھا ہوا ہے ہیلتھ آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں بی اینڈ آر کے XEN بیٹھے ہوئے ہیں irrigation کے XEN through departments بیٹھا ہوا ہے پبلک ہیلتھ کا بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سارے جو پیسے خرچ ہوتے ہیں یہ approach کر سکتے ہیں اگر آپکی کوئی اسکیم ہو آپکے عوام کی کوئی مجبوری ہو آپ اسی ڈیپارٹمنٹ کو approach کر سکتے ہیں اُس ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری سے کہہ سکتے ہیں کہ جی اپنے XEN اپنے ڈائریکٹرز سے کہہ دیں کہ جی وہ اُس area کا سروے کریں۔ اگر وہاں ضرورت پڑی آپکو اسکیم دے دیں گے اُس constituency میں۔ نہ میری مرضی کے مطابق خرچ ہونگے اور نہ آپکی مرضی کے مطابق خرچ ہونگے۔ میں بھی حق نہیں رکھتا ہوں کہ میں پیسے لیکر اور خرچ کروں۔ یہ طریقہ ہے پی ایس ڈی پی کا اور جس طرح ثناء صاحب نے کہا۔ میں نے ongoing میں بات کی تھی۔ ہائی کورٹ نے بالکل یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ ہیلتھ، ایجوکیشن اور واٹر سپلائی۔ اور امن و امان کے حوالے سے جو ڈیپارٹمنٹ انہوں نے top priority پر جو sector۔۔۔ رکھے تھے کہ اس میں خرچ کرو۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا ہوا کہ۔ individual

جناب اسپیکر: زمرک صاحب! کتنا خرچ ہوا ہے ایجوکیشن اور ہیلتھ پر؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: دیکھو ایجوکیشن کے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: تو میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ ہم اس پر۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ویسے کر لیتے ہیں۔ مجھے تو پائی پائی کا اسپیکر صاحب! آپ نے ریکارڈ منگوا یا آپکو دو دن میں مل جائیگا۔ لیکن میں طریقہ کار بتاتا ہوں اسپیکر صاحب! میں کوئی منشی نہیں ہوں کہ میں بیٹھ کر ادھر پیسوں کا حساب کتاب لگا دوں۔

جناب اسپیکر: آپ گورنمنٹ ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: میرا کام ہے قانون سازی کرنا میں نے پیسوں کا حساب کتاب نہیں رکھنا ہے۔ یہ آپکو بتا دوں انکو بتادیں میں یہاں قانون سازی کرنے آیا ہوں۔

جناب اسپیکر: زمرک صاحب! آپ گورنمنٹ ہیں آپکو جواب دینا ہوتا ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: اسپیکر صاحب! آپ مجھے سن لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آیا ایجوکیشن، ہیلتھ اور امن و امان پر پیسے خرچ ہوئے ہیں ڈو پلپمنٹ میں؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ادھر سے منگوا لیں آپکو تفصیل مل جائیگی۔

جناب اسپیکر: تو میرے خیال میں پھر اُس کو ہم لیکر پھر اگلے مرحلے میں۔

وزیر زراعت کو آپریشنوز: لیکن دیکھیں۔ وہ تو پیسوں کے خرچ کرنے کی بات کرتے ہیں۔ وہ تو آجائیگا ہمارے ACS صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اُنکو سب کچھ پتہ ہے۔ اگر ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کا ہو۔۔۔ (مداخلت، شور)

جناب اسپیکر: میرے خیال میں ریکارڈ آجائیگا پھر ہم بتا سکتے ہیں کہ آپ گورنمنٹ کو اس طرح کہہ رہے ہیں۔ گورنمنٹ اس طرح نہیں ہے اُس نے کام کیئے ہونگے۔۔۔ (مداخلت، شور) finance تو پیسے ریلیز کرتا ہے اُس کا کام نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت، شور) نہیں جب ایک رولنگ آگئی کہ وہ چیزیں آجائیں وہ تو ہو گیاناں اب ساری چیزیں clear ہوگی کہ کیا اپوزیشن صحیح ہے یا غلط۔

میر اختر حسین لاگلو: یہ ہم نے کورٹ کے آرڈر کے مطابق جناب اسپیکر! اگر آپ کوئی حوالے سے لے لیں۔ جیسے ملک صاحب نے اپنی باتوں میں کہا۔ کوئی دو سو سے زیادہ ٹیوب ویلز کچھلی حکومتوں کے دوران بور ہوئے تھے یہ ongoing scheme ہیں۔ اُنکا باقی جو سامان ہے وہ missing تھا۔ اُن کے حوالے سے ہم نے اسی فلور پر بات کی تھی۔ وہ بھی ongoing scheme ہے۔ پھر گورنمنٹ کے اربوں روپے اُس پر لگ چکے ہیں۔ یہاں minster finance ہمارے دوست بھائی عارف جان، انہوں نے اسی فلور کے اوپر کھڑے ہو کر منسٹر پی ایچ ای صاحب ابھی اُٹھ کر چلے گئے انہوں نے بھی یہی کہا۔ زیرے نے بھی یہ بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم فوراً اُس پر پیسے ریلیز کر رہے ہیں تاکہ دو، ڈھائی سو ٹیوب ویلز جو کوئی شہر میں بند ہیں انکو فوراً اسٹارٹ کر کے کوئی شہر کے لوگوں کو جو پانی کی ضروریات ہیں اُنکو پوری کر سکیں۔ آج دن تک اُن ڈھائی سو ٹیوب ویلوں کیلئے واسا کو ایک ٹکڑا انہوں نے ریلیز نہیں کیا ہے۔ ہمارے shelterless schools۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ زمرک بھائی نے کہا کہ آپ ڈیپارٹمنٹ سے کہہ دیں۔ ہم نے کوئی ان سے چیک نہیں مانگا کہ ہمارے اکاؤنٹ میں ڈال دیں ہم نے ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے shelterless schools اس کوئی شہر کے اندر موجود ہیں۔

جناب اسپیکر: لائو صاحب! بالکل آپ کے پوائنٹ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میر اختر حسین لاگلو: جن کی نہ بلڈنگ ہے نہ زمین ہے۔ وہ اسکول کرائے کی بلڈنگوں میں چل رہے ہیں۔ اُن کیلئے ایک ٹکڑا انہوں نے نہیں دیا ہے۔ جو missing facilities والے ہمارے اسکولز تھے۔ ہم نے زمرک بھائی کے آئیڈیا کے مطابق ہی ہم نے ای ڈی او صاحب کو دیئے۔ اُدھر سے اُنکے concept paper بن کر آگئے سیکرٹری ایجوکیشن کے آفس میں۔ اُس میں اُنکے DSE کی میٹنگز بھی ہوگی ہیں تمام چیزیں ہوگی ہیں۔ لیکن

ایک ٹک ان کیلئے نہیں دیا گیا ہے کیونکہ انکا تعلق اپوزیشن کے حلقوں سے ہے۔ کیا اپوزیشن کے حلقوں کے لوگوں نے یہ گناہ کیا ہے کہ ہمیں ووٹ دیا ہے؟ کیا انکا یہ حق نہیں بنتا ہے جتنا حق زمرک کے حلقے کے لوگوں کا بنتا ہے۔ فارسی میں کہتے ہیں کہ "کردن را گفتن را بسیار فرق است" زمرک بھائی! ہمیں پتہ ہے اسکیمیں کیسے ڈلتی ہیں۔ جو آئیڈیا آپ ہمارے لیے suggest کر رہے ہیں۔ میں دُعا گو ہوں کہ اللہ کرے اللہ آپکو اتنی اخلاقی جرأت دے کہ آپ خود بھی اُس پر عمل کریں۔ پی سی ون ٹو کریوں میں بھر بھر کر رات کو آپ لوگ پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ یا سی ایم ہاؤس لیکر جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: زمرک خان نے پانچ سال اپوزیشن میں گزارے۔ لیکن گورنمنٹ میں رہ کر مجبوریاں ہوتی ہیں۔ میر اختر حسین لاگلو: اور ہمارے لیے یہ فارمولا اپنے لیے وہ فارمولا۔

جناب اسپیکر: کوئی فارمولا نہیں ہے سب کے علاقوں میں یکساں ہوگا۔

میر اختر حسین لاگلو: ہم نے آج یہ طے کیا ہے کہ بلوچستان میں ایک ہی حکومت چلے گی ایک ہی طریقہ کار کے مطابق یہ پرانی روش ابھی آپ کو change کرنا پڑے گی۔ ثناء بھائی نے کہا کہ اب ہم انگوٹھا چھاپ لوگ نہیں ہیں ہمیں اپنے حقوق کیلئے آواز اٹھانی بھی آتی ہے اور ہمیں اپنے لوگوں کے حقوق چھیننا بھی آتے ہیں۔ جناب اسپیکر: گورنمنٹ والے صبر و تحمل کریں۔ جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکر یہ کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ کس کو کتنا شیئر ملے۔ میری ایک رائے یہ ہے کہ چھپلی حکومتوں میں پی ایف سی ہوتا تھا۔ پی ایف سی کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ ڈسٹرکٹوں کی ضرورت دیکھ کر فنڈ کی allocation اُس سے ہوتی تھی۔ تو ابھی بھی میری رائے یہی ہے کہ اگر پی ایف سی کو بحال کیا جائے۔ وہ ڈسٹرکٹ کا رقبہ ڈسٹرکٹ کی ضرورت۔ ڈسٹرکٹ کی پالیٹیشن اُس کو دیکھ کر اُس کے مطابق پی ایس ڈی پی میں لوکیشن رکھے۔ ہاں بعد میں وہ حلقہ اپوزیشن کا ہے یا ٹریڈی نیچر کا ہے اُنکے نمائندوں سے وہ اسکیمیں لے اور concerned جو آئیڈیا پارٹمنٹ ہے اس کو وہ اسکیمیں دے۔ اور اُس کے مطابق implementation ہو میرے خیال میں سب سے بہتر یہی ہے اور انصاف کے بالکل قریب ہے یہ بات۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ جی لہڑی صاحب۔

میر محمد خان لہڑی (وزیر ثانوی تعلیم): کیونکہ جو ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے 2007ء سے جو ایک اسکول کا یہاں کہا کہ اُسکی بلڈنگ نہیں ہے یا اس کیلئے زمین نہیں ہے۔ اس وقت آپ ہی کے پاس جو نمسٹری تھی ایجوکیشن کی۔ اور 2008ء سے لیکر 2012ء تک آپ اسی کولیشن گورنمنٹ کے حصے میں تھے۔ تو آپ اُس وقت

اُسکی نشاندہی اُس چیز کی نہیں کر رہے تھے کہ یہاں اُس کی بلڈنگ نہیں ہے؟۔۔۔ (مداخلت) میں بتانا چاہتا ہوں اختر بھائی موجودہ گورنمنٹ کو آئے ہوئے۔ جو خود گورنمنٹ میں دس سال رہے ہیں وہ کام نہیں کر سکے۔ جس گورنمنٹ کو ابھی آٹھ ماہ گزر گئے آپ اُس پر تنقید کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ آپ لوگوں سے دس مہینے کے مانگ رہے ہیں۔ یہ ظلم ہے۔

وزیر ثانوی تعلیم: ہم اپنی کارکردگی آپ کو دکھائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ خود دیکھیں گے وہ کارکردگی ہم آپ کو کیا دکھائیں گے۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ شور)

جناب اسپیکر: لہڑی صاحب بیٹھیں ویسے بھی آرہے ہیں۔

وزیر ثانوی تعلیم: نہیں نہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ہم دکھائیں گے اپنی کارکردگی گورنمنٹ کی لیکن جو دس سال میں نہیں کر سکتے آٹھ مہینے والی کے اوپر آپ تنقید کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کے سامنے آجائیں گے۔

جناب اسپیکر: یہ ہر دور میں ہوتا ہے۔ پچھلی حکومت پر ہے۔ لہڑی صاحب۔

میریونس عزیز زہری: پہلے اپنے 9 مہینے کی کارکردگی دکھائیں۔

جناب اصغر خان ترین: ملک سکندر خان صاحب نے کہ ہیلتھ میں، ایجوکیشن اور واٹر سپلائی میں آپ نے کیا کیا ہے۔ منسٹر صاحب آپ مجھے بتائیں۔

محکمہ ثانوی تعلیم: آپ کے دور میں shetlerless سکول اور ماڈل سکول بن رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: ابھی آپ کام کریں تقریریں ہمیں آپ سے اچھی آتی ہیں آپ سے اچھے بول بھی سکتے ہیں اور آپ سے اچھی تقریر بھی کر سکتے ہیں۔ محمد خان لہڑی صاحب! آپ کام کریں آپ گورنمنٹ میں ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ ترین صاحب! مہربانی ایک منٹ ابھی آپ بیٹھیں بہت ہو گیا۔ جی ملک نعیم صاحب آپ نے کہا تھا کہ تین مہینے پتہ نہیں۔ آپ کی تقریر آپ گورنمنٹ میں ہیں۔

ملک نعیم بازئی (وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن): یہ چار پانچ سال صبر کریں ڈیسک بجانے پر گزارا کریں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔ مری صاحب میرے خیال میں وہ منگوا لیا ہے اس پر پرسوں بات کریں۔

وزیر صحت: ملک سکندر خان صاحب نے جو کہا ہے میں اُن چیزوں کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ ہیلتھ کے متعلق۔

جناب اسپیکر: ہیلتھ کیلئے نہیں overall انہوں نے پی ایس ڈی پی پر بات کی ہے۔ آپ کے سوالات آرہے ہیں آپ کیوں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر: کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

وزیر صحت: اگر بولنے کا حق صرف حزب اختلاف کو ہے۔ پھر آپ ہمیں بتائیں۔

جناب اسپیکر: آپ بول سکتے ہیں۔ وہ ایک ایسے موڈ پر آئے ہیں کہ آپ کو بولنے نہیں دیا۔ تو فائدہ کیا ہے بس چھوڑیں۔ جی وقفہ سوالات۔ اپوزیشن کی اور جگہ نہیں ہے اور فلور نہیں ہے نا اسلئے اس ہاؤس میں زیادہ اُس کا chance بنتا ہے۔ ایک منٹ آپ گورنمنٹ کو کسی طرح بولنے دیں۔ آپ تین دفعہ اُٹھے ہیں ملک صاحب اس طرح نہیں ہوتا اپنی بات complete کیا کریں۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے ملک سکندر صاحب نے کہا ہیلتھ کے حوالے سے میں بول رہا ہوں۔ کیونکہ ہم نے ابھی کوئی 5 سو ڈاکٹرز لئے ہیں تمام ڈسٹرکٹ کیلئے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: سردار کھیران صاحب! آپ کو عینک بہت اچھا لگ رہا ہے آپ نے اسی لئے پہنا تھا۔ جی مری صاحب۔

وزیر صحت: سر! جیسے ملک سکندر صاحب نے کہا ہے۔ آپ لوگ، مولانا صاحب سنیں تو ہم آپ کو بتائیں گے۔ آپ لوگ بولیں جب آپ لوگ تھک جائیں گے تو ہم بولیں گے۔ جناب اسپیکر: مری صاحب! آپ بولیں۔

وزیر صحت: ملک سکندر صاحب نے ہیلتھ میں ڈاکٹروں کی بات کی ہے۔ کہ ڈاکٹرز نہیں ہیں کوئی نہیں ہے۔ ہم نے کوئی 500 ڈاکٹرز، نرس، سٹاف وغیرہ سارے لئے ہیں جو بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس میں ہم نے بھیجے ہیں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔ دور دراز ابھی آپ دیکھیں ٹروپ میں آپ دیکھیں بسی، چاغی پہلے کہیں پر بھی آپریشن نہیں ہو رہا تھا۔ ابھی ہر جگہ ہو رہا ہے۔ تو ٹروپ میں بھی آپ نے دیکھے ہیں، بسی اور نصیر آباد میں ہم نے start کیا۔ چاغی میں ہم نے start کیا ابھی جتنے کنٹریکٹ ڈاکٹرز ہم نے لئے ہیں کیونکہ شاید ملک صاحب اپنے علاقے میں گئے ہی نہیں ہیں کہ انکے علاقے میں ہم نے کتنے ڈاکٹرز دیئے ہیں۔ اور اصغر صاحب سے میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! پھر آپ کو جو ڈاکٹرز نہیں ملے آپ روزانہ سفارش لے کے کس لئے آتے تھے میرے پاس۔

جناب اسپیکر: جی نواب رئیسانی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: یہ جو آپریشن کی بات کر رہے ہیں مری صاحب یہ بتائیں فوجی آپریشن ہو رہا ہے یا سرجیکل؟

وزیر صحت: نواب صاحب! ہسپتالوں میں ڈاکٹر آپریشن کر رہے ہیں کیونکہ آپ لوگوں کو نظر نہیں آ رہا ہے میڈیا پر ہم نے دکھایا ہے۔ سر! ہمیں اس طرح اپوزیشن جو کر رہی ہے آفسوس ہے۔ کیونکہ یہ آتے بھی ہیں روز سفارش لیکے جی ہمارے علاقے میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ہمارے علاقے میں ایمبولینس نہیں ہے۔ ہمارے علاقے میں فلاں چیز نہیں ہے۔ آج پھر یہ بول رہے ہیں۔ میں ان تمام اپوزیشن والوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ آئے ہیں۔ آیا آپ لوگوں کے علاقے میں ہم نے ڈاکٹر نہیں دیئے۔ آپ لوگوں کے علاقے میں ہم نے جہاں سٹاف کی ضرورت تھی ہم نے سٹاف نہیں دیا۔ جہاں ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ سوائے دو ڈسٹرکٹس کے ایک آواران اور ایک خاران سے ایک ایک ڈاکٹر ہیں۔ باقی کہیں پر 9 ڈاکٹر آئے کہیں پر 10 آئے جتنے بھی ڈاکٹر آئے ہم نے کنٹریکٹ پر اسی ایسا کیلئے دیئے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

میرزا بدلی ریکی: منسٹر صاحب! ایک ڈی ایچ او ہے 25 سال بعد اُس کو ہٹا کے اُس کے بیٹے کو لاکے آپ نے وہاں۔ واشک میں کیا کیا ہوا ہے۔ چلو واشک مائیکل اور بسیمہ میں آپ کو دکھا دوں گا۔ منسٹر صاحب اللہ سے ڈریں اللہ بہت بڑا ہے۔

جناب اسپیکر: اپوزیشن کی طرف سے یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ گورنمنٹ کو سنیں تو صحیح انہوں نے کتنے تھل سے آپ لوگوں کو سنا۔ جی مری صاحب بولتے جائیں۔ ریکی صاحب! اس طرح نہیں ہوتا۔

میرزا بدلی ریکی: اسپیکر صاحب! مجھے واشک کے عوام نے یہاں نہیں بٹھایا ہے کہ یہاں چھپ ہو جاؤں جناب اسپیکر! دوسرا پوائنٹ DDO واشک ہے میرے پاس voice ہے، جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتا رہا ہوں وہ کہہ رہا ہے ایک لاکھ پچاس ہزار روپے مجھے دے دو آپ کو ناگ کا ہیڈ ماسٹر کر دوں گا یہ بھی آپ کو دے دوں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ ہیلتھ کا نظام ہے میں دکھا دوں گا proof میرے پاس ہیں۔ کہتا ہے کہ میں آپ کو آرڈر دے دوں گا ایک ماسٹر سے کہہ رہا ہے کہ میں آپ کو ناگ کا ایک لاکھ پچاس ہزار روپے وہ کہتا ہے کہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار کیسے کماؤں گا۔ کہتا ہے کہ کلسٹر کا 10 لاکھ روپے آپ کھائیں عیش کریں ہمیں بھی دے دیں اور آپ بھی کھائیں۔ یہ حال ہے جناب اسپیکر! واشک کا۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ بات نہیں کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ روئے نہیں۔ ہم کہاں جائیں آپ مجھے بتادیں جناب اسپیکر صاحب! یہ میرا حال ہے ڈسٹرکٹ واشک کا۔ اللہ ہی اللہ ہے اللہ کریم ذات ہے۔

جناب اسپیکر: جی مری صاحب۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! ایک بات۔ مری صاحب میرا بھائی ہے بہت ساری چیزیں اچھی کی

ہیں۔ میں نے یہاں ہاتھ جوڑ کے اسی اسمبلی میں میں نے اللہ کا واسطہ بھی دیا تھا کہ ہمیں خضدار میں ایبویلینس دے دیں۔ پرسوں سے ایک چیز viral ہوئی ہے جو میرے موبائل میں بھی ہے اور اخبار میں بھی آیا ہے کہ جی مریض کو اور جو مرے ہوئے ہیں اُس کو چھینچی رکشے میں لے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ناں۔ میں دوبارہ آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں ایک دفعہ پھر۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کے بہت سارے کام ہوئے ہیں۔ ہر کام تو نہیں ہوتا ہے۔ گورنمنٹ میں کچھ چیزیں۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! میڈیا پر میں نے بھی دیکھا ہے ایم ایس کو بھی ہم نے suspend کیا ہے اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے۔ ایبویلینس کا بالکل ہمارے معزز رکن نے کہا ہے ہم پر چیز کر رہے ہیں آئیگی ہم انشاء اللہ دینگے۔ ابھی ہم تمام روڈوں پر ٹراما سینٹر بھی بنا رہے ہیں ہر ایریا میں ایبویلینس ہوگی۔ اس پر ہم نے کارروائی کی ہے۔ بالکل یہ صحیح تھا میں نے بھی میڈیا میں دیکھا۔ ہم نے اُس کو suspend بھی کیا ہے اور اس پر انکوائری ہو رہی ہے کہ دیکھتے ہیں کہ ابھی انکوائری میں کیا پتہ چلے گا۔ انکوائری جب مکمل ہوگی پھر ہم اُس پر ساری کارروائی کر دینگے۔

جناب اسپیکر: شکریہ وقفہ سوالات۔ بس ہو گیا۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 2 دریافت فرمائیں۔ آج سوالات نہیں کریں تحریک پر جائیں۔ ملک صاحب! تین دفعہ اُٹھے ہیں بس۔ نہیں آپ اس طرح نہیں کریں ملک صاحب۔ بس آپ ایک منٹ کر دیں۔ اصغر صاحب بہت ہو گیا۔ ماشاء اللہ آپ کسی کو بولنے نہیں دے رہے تھے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں ہمارے وزیر صاحب نے جو باتیں کی ہیں ہیلتھ کے حوالے سے، بجائے اس کا ہم نیشنل ہائی پر کوئی وہاں ایمر جنسی سینٹر بنائیں یا کوئی ٹراما سینٹر بنائیں۔ یہ شیخ زید ہسپتال آپ کے ساتھ ہے میرے خیال میں گزشتہ دنوں آپ کے سیکرٹری صاحب کی مہربانی کہ وہ چیف سیکرٹری صاحب کو لایا اور ہم لوگوں نے visit کیا۔ میں نے اس منسٹر صاحب کو تین دفعہ دعوت دی تھی، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو دس دفعہ دعوت دی تھی کہ خدا کے لیے ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جو ایک عرصے سے بنا ہوا ہے جس کے اندر تمام سہولتیں موجود ہیں اس کو PGMI سینٹر ڈبل کلینر کریں۔ رات کو ایمر جنسی نہیں ہوتی ہے وہ ایک ایسی بڑی آبادی پر۔۔۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب آگے ساری چیزیں ابھی اس کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں اس طرح نہیں

ہوتاناں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! آج ہم لوگوں نے یہ طے کیا ہے کہ جو بھی بات ہوگی PSDP پر ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی ہوگی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: آج جو دوسرے وقفہ سوالات کی میرے خیالات میں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات کو چھوڑیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ہم نے اس اسمبلی کے اجلاس میں آٹھ مہینے سے یہ تمام سوالات قرار دے دیں پاس کی

ہیں آج بلوچستان کے تمام عوام کی نظریں ہماری طرف ہیں وہ پی ایس ڈی پی جو آج لپس ہونے جارہی ہے

اسپیکر صاحب! اسی پر آج ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ جتنے منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بار بار

کمپٹیاں بنا کر ہماری طرف بھیجتے رہے لیکن آج تک اُس پی ایس ڈی پی کا جناب اسپیکر! کچھ نہیں ہوا۔ آج کا جو اجلاس

ہے آج ہم نے یہ طے کرنا ہے کہ جو پی ایس ڈی پی لپس ہونے جارہی ہے بلوچستان کے عوام اُن کو آج ہم ایک

پیغام دینا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ثناء صاحب! ہاؤس میں لپ ٹاپ اور موبائل allow نہیں ہے۔ نہیں باہر کا allow نہیں

ہے اگر ہاؤس کے اندر ہو تو وہ allow ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! آج ہم بلوچستان کے عوام کو یہ بتانے جارہے ہیں کہ آج پی ایس

ڈی پی پر آپ کی سربراہی میں جس طرح نواب صاحب نے کہا۔

جناب اسپیکر: وہ میں نے بتا دیا ملک صاحب! کیوں آپ repetation پر جارہے ہیں۔ آپ اس طرح

نہیں کریں اس کو ریکارڈ میں آنے دیں اب میں کارروائی کو آگے بڑھاتا ہوں۔ جناب اصغر خان اچکزئی صاحب کی

جانب سے تحریک التوا نمبر 1 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء۔ سوالات کو اگلے

اُس میں کرتے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: آپ سوالات کر دیں اُن کا جواب ہمیں دینا ہے۔

جناب اسپیکر: اپوزیشن تیار نہیں ہے۔ وہ کہہ رہی ہے پی ایس ڈی پی آجائے۔ وہ کل لارہے ہیں۔

ملک صاحب! بہت ہو گیا اس طرح نہیں کریں بس ہو گیا نہ وہ ریکارڈ میرے پاس آرہا ہے میں پھر بتاؤں گا آپ

دونوں ملک صاحب دو دو گھنٹے بولے ہیں۔ ملک صاحب کا مائیک بند کریں۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی

اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 75۔۔۔ (مداخلت۔ شور) ملک صاحب! آپ نہیں سنتے ہیں وہ میں نے منگوا لیا

ہے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) دودن بعد اسمبلی کا اجلاس میں نے بلا لیا ہے۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: سارے پیسے لپس ہو رہے ہیں آپ کیا رولنگ دینگے کہ جب تک۔
 جناب اسپیکر: ثناء صاحب! بات یہ ہے کہ میں نے آپ کے سامنے رولنگ دی کہ اس ہاؤس کو inform
 کریں، سیکرٹری سے کہا کہ ASC کو کہ اگلے دو دن۔ سرکاری نہیں ہے سرکاری ختم ہے۔ وہ تو آپ نے نہیں چلنے دیا
 آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ پی ایس ڈی پی کا مسئلہ کیسے حل کریں۔ تو ابھی کریں کیا؟
 ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: جناب اسپیکر! آپ دس منٹ کے لیے اسمبلی adjourn کر کے مشورہ کریں۔
 جناب اسپیکر: کس سے مشورہ کریں گورنمنٹ کا کوئی اچھا نمائندہ نہیں ہے۔ اپوزیشن اسی طرح ہوتی
 ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) دیکھیں گورنمنٹ آپ کو منانے آرہی ہے۔ آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس کو مؤخر کرتے
 ہیں مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ اجلاس میں آجاتے ہیں۔ گورنمنٹ سے میں حال حوال کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔
 آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس کو مؤخر کرتے ہیں۔

(اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب اسپیکر 7:50 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی کس چیز کا ملک صاحب! میرے خیال میں cross question یہاں ہیں، وہ ایک
 issue آپ لوگوں نے لیا ہے پی ایس ڈی پی کا وہ ہم نے آگے اسمبلی کو لکھ دیا ہے اب اسمبلی کی کارروائی بھی آگے
 بڑھادیں آپ کیا final نہیں ہوا ہے، وہ ایک page تو نہیں ہے میں آپ کے سامنے final کر دوں دودن بعد
 اسمبلی کا اجلاس ہے اُس میں ہم نے list منگوالی ہے کہ انہوں نے کیا کیا گورنمنٹ نے نیا کام کیا ہے آپ کے سامنے
 ساری چیزیں ہو جائیں گی۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! چونکہ اپوزیشن کے قائد حزب اختلاف اور دیگر ممبران نے واضح طور
 پر کہا ہے کہ آج صوبے میں وہ بالکل حکومت نہ ہونے کے برابر ہے۔ کوئی development کا کام نہیں
 ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: کہنا اپوزیشن کا کام ہے۔ گورنمنٹ آپ کے سامنے اپنا ریکارڈ رکھ دے گی۔
 جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! مئی 2018ء میں بجٹ پاس ہوا ہے 10 ماہ گزر گئے اُس بجٹ کو
 اُس پی ایس ڈی پی میں 10% بھی کام نہیں ہوا ہے تو جناب اسپیکر! یہ حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔
 جناب اسپیکر: یہ تو آپ کہہ رہے ہیں گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ ہم نے کیا ہے۔ جی اصغر اچکزئی صاحب

point of order! پر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ اس طرح نہیں ہوگا جناب اسپیکر! یہ حکومت ہمیں یقین دہانی نہ کرائے ہمارا حق ہے کہ ہم احتجاج بھی کریں۔ ہم اسمبلی کے باہر بھی احتجاج کریں تب جا کے اپوزیشن بیٹھے گی۔ ورنہ جناب اسپیکر! یہ پورے آپ 10 ماہ کا عرصہ لے لیں 8 ماہ کا عرصہ لے لیں مئی میں بجٹ پاس ہوا پھر حکومت آگئی جون، جولائی اور اگست میں آج مارچ کے آخر دن ہیں۔ ایک ماہ کے بعد آپ 20-2019ء کا بجٹ پیش کریں گے۔ لیکن آپ نے 2018-19 کے بجٹ سے کوئی کام نہیں کیا تو یہ کس طرح چل سکے گا۔ لہذا جناب اسپیکر! میں آپ سے ریکونسٹ کرتا ہوں کہ آپ فوری طور پر ایک ایسی کمیٹی اپنی صدارت میں تشکیل دیں اسمبلی کے فلور پر جس میں اپوزیشن اور حکومت کے برابر نمائندے شامل ہوں۔

جناب اسپیکر: جی وہ گورنمنٹ کا کام ہے پہلے وہ اپنا مؤقف پیش کرے اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے پھر چیزوں کو آگے لے جائیں گے۔ جی سردار کھتیر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھتیر ان (وزیر خوراک و بہبود آبادی): زیرے صاحب! میں آپ کے الفاظ کا احترام کرتا ہوں۔ آپ بہت اچھے بولتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، آپ کے سارے points آگے ناں اب سارا دن اس چیز پر نہیں جاتے۔ جی اس طرح کھڑے ہونے سے نہیں ہوتا۔ جی سردار صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: بات سنیں ملک صاحب! ابھی آپ فلور پر پورا قبضہ مت کریں ناں۔ آپ قانون دان ہیں۔ میں ان کے الفاظ کا احترام کرتا ہوں بالکل ضیاء ایک منٹ۔

میر ضیاء لاگو (وزیر داخلہ و قبائلی امور): حکومت کا مؤقف سننا نہیں چاہتے یا بلوچستان کے لوگوں کا مؤقف حکومت سننا نہیں چاہتی ان کو سر! آپ بٹھا دیں حکومت کا مؤقف سننا پڑے گا۔ یہ حکومت کے مؤقف سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب! آپ بولیں یہاں سے بات آئی اور وہ جواب دیں اس طرح نہیں ہوتا، وہ

cross question پر نہیں ہوتا ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے P&D اپنی رپورٹ پیش کرے۔ جی سردار کھتیر ان صاحب۔۔۔ (مداخلت۔ شور) میں اسمبلی کی کارروائی آگے بڑھاتا ہوں۔ آپ لوگوں نے جتنا شور کرنا ہے کریں، میں اسمبلی کی کارروائی آگے بڑھاتا ہوں۔ جناب اصغر اچکزئی کی جانب سے تحریک التوا نمبر 1 موصول ہوئی ہے قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75(A) کے تحت پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 20 مارچ 2019 کو ضلع زیارت کے علاقہ سنجاوی کے قریب لیوین چوک پوسٹ پر

نامعلوم افراد کے حملے میں 6 لیویز اہلکار جاں بحق ہوئے تھے۔ اس سے قبل صوبے کے مختلف علاقوں میں اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ جبکہ زیارت جیسے پر امن علاقے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے (اخباری ترشہ منسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی اہمیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ جی اصغر اچکزئی صاحب پڑھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: نہیں، میں نے ایگریمنٹ نہیں کیا تھا میں نے رپورٹ مانگی تھی۔ آپ کو شور کرنا ہے کریں۔ دیکھیں میں نے رپورٹ مانگی تھی پرسوں پیش ہو جائے گی۔ اب اسمبلی کی کارروائی ہے چیزیں تو بڑھانی ہیں۔ تحریک وغیرہ ہے۔ قرارداد ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) کون تین مہینے میں بچہ کہاں سے آجائے گا۔ دیکھیں! اس طرح نہیں ہوتی اسمبلی کی کارروائی۔ سیکرٹری اسمبلی آج اس کو letter لکھے گا دودن بعد وہ آپ کیا چاہتے ہیں کیا کریں تحریک پڑھ لیں۔ آپ کو مائیک کی ضرورت ہے نہیں ہے وزیر اعلیٰ جام صاحب صوبے کے دورے پر ہیں، ادھر نہیں ہیں۔ کیا نہیں ہوگا کیسے مسئلہ حل ہوگا اسپیکر کا کام یہ نہیں ہے کس نے ڈاکہ ڈالا ہے، وہی پیسے پڑے ہوئے ہیں ہم ان کو بینک میں رکھیں گے، پھر زیادہ ملیں گے۔ جی۔

جناب اصغر خان اچکزئی: تحریک التوا نمبر 1 جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں تو اعدوانضبار کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کانوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 20 مارچ 2019ء کو ضلع زیارت کے علاقے سنجادی کے قریب لیویز چوک پوسٹ پر نامعلوم افراد کے حملے میں 6 لیویز اہلکار جاں بحق ہوئے۔ اس سے پہلے صوبے کے مختلف علاقوں میں اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ جبکہ زیارت جیسے پر امن علاقے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے (اخباری ترشہ منسلک ہے) لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی اہمیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک التوا نمبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ اپوزیشن کا ہے چونکہ تحریک التوا نمبر 1 کو ایوان کی حمایت حاصل ہوگئی ہے لہذا جو تحریک کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں؟ تحریک التوا نمبر 1 کو ایوان کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ چونکہ اسی نوعیت کی تحریک التوا نمبر 2 جناب نصر اللہ زیرے صاحب کی جانب سے موصول ہوئی ہے جو کہ میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں تحریک یہ ہے کہ مورخہ 21 مارچ 2019ء کو سنجادی میں لعل کٹائی لیویز چوک پوسٹ پر دہشتگردوں کی جانب سے دہشتگردانہ حملے میں 6 لیویز اہلکار کا شہید ہوئے ہیں ایک المناک واقعہ پیش آیا ہے (اخباری ترشہ منسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور عوامی نوعیت کے

حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

دیکھیں! میں نے سن لیا اپوزیشن سے بھی کیسے نہیں چلا سکتے کارروائی چلا سکتے ہیں۔ آیا تحریک التوا نمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ چونکہ تحریک التوا نمبر 2 کو ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ لہذا انصر اللہ زیرے صاحب! تحریک التوا نمبر 2 پیش کریں۔ اپوزیشن کو میں صبح سے سن رہا ہوں۔ اسپیکر کا ایک limit ہوتا ہے اسپیکر آپ لوگوں کی سن رہا تھا کیونکہ اپوزیشن کے پاس اس فورم کے علاوہ کوئی فورم نہیں ہے اس لیے میں آپ کو موقع اس لیے دے رہا تھا۔ جی دیکھیں ثناء بلوچ صاحب! آپ سمجھدار بندے ہیں مجھے موقع آپ نے دیا ہے میں نے اُن سے کہا ہے آپ لوگوں نے کتنا اُس پر implement کیا ہے اگر نہیں کیا ہے تو اُس کی وجہ کیا ہے اس طرح میں کارروائی نہیں روک سکتا اگر گورنمنٹ کا کورم پورا نہیں ہے تو پھر بات کر سکتے ہیں۔ کورم پورا ہے دیکھیں! اس طرح اسمبلی میرے اس میں نہیں ہے اگر گورنمنٹ کی طرف سے وہ آپ کریں گورنمنٹ جانے آپ جائیں یہاں کورم جب تک پورا ہے میں اسمبلی چلا سکتا ہوں۔

تحریک التوا نمبر 1 اور 2 ایک ہی اہمیت کی حامل ہیں لہذا تحریک التوا نمبر 1 اور 2 کو کلپ کیا جاتا ہے۔ اور مورخہ 28 مارچ 2019 بروز جمعرات بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

محترمہ بشریٰ رند صاحبہ! آپ اپنی مذمتی قرارداد پیش کریں۔ کیا نا منظور؟ دیکھیں یہاں کورم پورا نہیں ہو جاتا آج گورنمنٹ کی طرف سے پورا ہے۔ آپ کارروائی روک نہیں سکتے۔ آپ لوگوں نے شور کرنا ہے کریں۔ آپ لوگوں کا مائیک بند ہے۔

محترمہ بشریٰ رند: مذمتی قرارداد۔ ہر گاہ کہ مورخہ 15 مارچ 2019ء کو نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ میں نماز جمعہ کے دوران مساجد میں سفاک دہشتگردوں نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ اندھا دھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں پچاس سے زائد معصوم بیگانہ مسلمان شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ اور سفاک قاتل باقاعدہ اس ہولناک خون کی کھیل کی ویڈیو بنا تا رہا۔ اس قسم کی بربریت سے دنیا کے تمام مسلمانوں کو دہشتگردی کے اس واقعہ پر دلی دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ جس پر بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان نہ صرف پر زور مذمت کرتا ہے بلکہ اس افسوسناک حملے کے نتیجے میں شہادت پانے والے مسلمانوں کو خراج عقیدت اور لواحقین سے اظہارِ تعزیت و یکجہتی اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لئے دعا بھی کرتا ہے نیز یہ ایوان وزیراعظم نیوزی لینڈ کو مسلمانوں سے بے پناہ محبت ان کے غم میں شریک ہونے اور مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث گرفتار سفاک دہشتگرد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ تاکہ مستقبل میں اس طرح کے واقعات رونما نہ ہوں۔

جناب اسپیکر: تو میں نے ابھی رولنگ دی ہے آپ لوگوں کے کہنے پر یہ ویسے ہمارا کام نہیں ہے، رولنگ آپ لوگوں کے کہنے پر دی ہے۔ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ جی آپ کی بات کوئی نہیں سن رہا ہے اس طرح نہیں ہوتا مذمتی قرارداد پیش ہوئی کیا محرم کہ اپنی مذمتی قرارداد کی admmissibility کی وضاحت فرمائیں گی؟

محترمہ بشریٰ رند: جی شکریہ جناب اسپیکر! یہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک اہم issue ہے۔ جس کی آج میں نے قرارداد پیش کی ہے۔ جب ایک non-muslim ملک میں اسکو اتنی اہمیت دی جاتی ہے پاکستان تو ایک مسلمان ملک ہے اور یہ ایوان بالا ہے جہاں ہمیں اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اس مجرم نے جو بہت سارے نمازیوں کو شہید کیا اس کی میں شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ اور اُس کو سزا دی جائے اور نیوزی لینڈ کی وزیراعظم کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مسلمانوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ اور افسوس ہے کہ یہاں بہت سارے لوگ دین اسلام کی تعلیم دیتے ہیں لیکن اس اہم قرارداد کو نظر انداز کر رہے ہیں جو بہت ہی اہم ہے۔ اور میں اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: دیکھیں! آپ میرے ساتھ اور چیئر کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں آیا مذمتی قرارداد کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آواز ہم سن رہے ہیں، ریکارڈ روم میں جا رہا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) ایک منٹ میں خاموش کرتا ہوں۔ ایک منٹ آپ خاموش ہو جائیں میں کچھ بولنا چاہتا ہوں۔ میں وہی چیز کرنے جا رہا ہوں مجھے بولنے دیں۔ چلو آپ لوگ شور کریں۔ میں نہیں کرتا ہوں ملک صاحب! مجھے بولنے تو دیں۔ میں آپ لوگوں کی بات کرنے جا رہا ہوں ایک منٹ خاموش ہو جائیں اُس میں میرا کام نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) مجھے سنیں تو صحیح لائو صاحب! میں وہی بات کرنے جا رہا ہوں جو آپ کرنے جا رہے ہیں مجھے موقع تو دیں ایک دفعہ آپ سنیں تو صحیح ضیاء صاحب! آپ ایک منٹ یا! آپ please بیٹھیں اتنے بندے نہیں نکالے جاتے۔ آپ بیٹھیں تو صحیح، آپ مسئلے کو خراب کیوں کر رہے ہیں؟ آپ بیٹھیں میں مسئلہ حل کرنے والا ہوں ضیاء جان! مجھے پھر آپ کو نکالنا پڑے گا۔ آپ میری بات تو سنیں۔ ادھر میں خاموشی کر رہا ہوں آپ ادھر سے شروع ہیں۔ ایک منٹ مجھے سنیں وہی بات کرنے جا رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) دیکھیں! نہیں، آپ لوگ بھی میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے سنیں ویسے کارروائی میں قانوناً کوئی قدغن نہیں ہے۔ لیکن بلوچستان کی روایت اور ایک اہم issue کے حوالے سے گورنمنٹ کے کیونکہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں کورم بھی نہیں ٹوٹا ہے، گورنمنٹ سے بھی یہی کہتے ہیں جب تک اپوزیشن پر اپر طریقے سے چیزوں کو ساتھ نہیں کرے تو اس طرح ہم کریں گے۔ ابھی تو اچھا نہیں لگے گا ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کو بھی ساتھ لیکر چلیں۔ تو Monday تک نہیں، کب

ہے اگلا اجلاس۔ وہی کریں گے ایک منٹ اصغر صاحب! تو مسئلہ ہے کہ خوش اصولوبنی سے چیزیں آگے بڑھاتے ہیں۔ اگر اپوزیشن کا اس طرح کا معاملہ ہے میرے خیال میں ہم چاہتے ہیں گورنمنٹ الحمد للہ صحیح کام کر رہی ہے۔ اور پرسوں پی ایس ڈی پی کی بھی ساری چیزیں آجائیں گی ہم دکھادیں گے کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ کی طرف سے ہم چاہتے ہیں کہ چیزیں ایسی ہوں تاکہ عوام کو بھی پتہ چلے کہ گورنمنٹ کیا کر رہی ہے۔ اور اپوزیشن نے جو انکا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو اس لیے میرا خیال ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ساری کارروائی کو اگلے اجلاس کے لیے مؤخر کر دیں۔ اس طرح نہیں ہوتا میں آپ سے پوچھ رہا ہوں آپ کی اجازت ہے گورنمنٹ کی طرف سے سردار کھیتز ان صاحب! کچھ نہیں سن رہے اس طرح نہیں ہوتا۔ وہ رائے تو دیں ناں، رولنگ نہیں دی میں نے کہا گورنمنٹ سے پوچھوں گا۔ آپ مجھے قانون مت سکھائیں۔ اس طرح رائے لے رہا ہوں اگر نہیں ہوا تو پھر وہ رائے دے رہے ہیں اجلاس کو آگے بڑھائیں یا نہیں ثناء بلوچ صاحب! کارروائی نہیں ہے رائے لے رہے ہیں۔ سردار کھیتز ان صاحب کا mic on کر دیں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم انکا احترام کرتے ہیں، وہ بھی منتخب نمائندے ہیں ہم ایوان کو خوبصورت طریقے سے چلانا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کی روایات کی مطابقت چلانا چاہتے ہیں۔ ایک آدھ دن آگے پیچھے کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ سارا سال پڑا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے دوست نصر اللہ خان زیرے نے کہا کہ جی پی ایس ڈی پی پر ہم انکے ساتھ ہر طریقے سے چلنے کو تیار ہیں۔ لیکن ایک چھوٹی سی میری condition ہے۔ جہاں آج ملک سکندر بیٹھے ہیں اُس وقت ہمارے قائد مولانا واسع اُس سیٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔ میں اُنکے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ آپ ایسا کریں کہ 2013-14ء اور 2014-15ء کی ریکارڈنگ رحیم زیا رتوال کی نکال لیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ میری بات سنیں، میں آپ کیلئے fight کر رہا ہوں۔ میں نے آپ لوگوں سے میٹنگ کی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ہر فورم پر میں نے اپنے دوڈی پارٹنرس آپ لوگوں کیلئے کھلے رکھے ہیں۔ میں نے openly کہا ہے کہ جو طریقہ کار ہوگا جو قانون اجازت دے گا، اپوزیشن اور ٹریڈی پنچر میری دونوں آنکھیں ہیں۔ کل آپ لوگوں کا ایک مسئلہ تھا age والا، ملک صاحب بیٹھے ہیں۔ آخر میں میں نے چیف منسٹر سے کہا کہ میں ادھر اپوزیشن میں بیٹھوں گا resign کروں گا۔ جو اُنکے الفاظ ہیں آپ اُن کو own کرتے ہیں۔ دیکھیں ہم تعاون کر رہے ہیں۔ میں ایک گزارش کر رہا ہوں میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ جو انہوں نے کیا ہے ہم وہ کرنا چاہتے ہیں۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ ہم صرف ریکارڈ کیلئے آپ سیکرٹری اسمبلی کو حکم دیں کہ وہ ریکارڈنگ نکال دیں کہ اُن کے کیا الفاظ تھے۔ لیکن ہم اُن کے الفاظ پر نہیں چلیں گے ہم آپ کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں۔ آپ دو قدم

آگے آئیں ہم بھی آئیگی۔ ثناء نے بہت اچھی بات کی کہ ہم یہ perception، misperception جو ہے اس کی۔ میں اسکو ایک ہزار پرسنٹ acknowledge کرتا ہوں۔ میں ثناء اللہ کی بات کو سیکنڈ کرتا ہوں کہ اسلام آباد میں بڑی قد آور شخصیات میں آپ کو بتاتا ہوں کون قد آور شخصیات، سابقہ وزیراعظم ظفر اللہ جمالی نے کہا کہ بلوچستان کے لوگ فنڈ کھا گئے۔ بیس بیس کروڑ ملے، چالیس چالیس کروڑ ملے، ڈیڑھ ارب۔ اوبھائی! ہم عوامی نمائندے ہیں ہم نے اسکیمیں identify کرنی ہیں۔ ہم نے، جو فورم ہے اُس کے مطابق اُن کو بتانا ہے کہ ہمارے مسائل یہ ہیں۔ اگر مجھے منتخب کر کے بھیجا ہے صرف یہ نہیں کہ آپ پاس کریں لوکل گورنمنٹ آپ پاس کریں یہ یا وہ۔ میرے علاقے میں ڈاکٹر نہیں ہے۔ میں نے اس فورم پر چیف منسٹر کے پاس ہر فورم پہ کسی سیکرٹری کے پاس مجھے جانا ہے کہ جی میرے پاس ڈاکٹر نہیں ہے۔ میرے ہاں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ میرے ہاں روڈ کا مسئلہ ہے یہ مجھے نشانہ ہی کرنی ہے۔ میری آپ لوگوں سے گزارش یہ ہے۔ میں ایک سینئر ساتھی کی حیثیت سے سردار صالح صاحب ابھی نکل گئے اُس کے بعد احسان شاہ بیٹھے ہیں، سارے۔

(خاموشی۔ عشا کی اذان)

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر! ہم یہاں ایسی کوئی روایات قائم نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارا صوبہ قبائلی روایات کا حامل ہے ہم ایک دوسرے کا احترام کرنا جانتے ہیں۔ ہم نے کرنا ہے ہم نے ہر قیمت پر کرنا ہے۔ ہم نہیں بھی کرنا چاہیں گے تو ہمیں کرنا پڑے گا۔ اب ایسا کر لیتے ہیں ہم اس کو prestige کا مسئلہ بناتے ہیں نہ یہ لوگ بنائیں۔ دیکھیں! ہمارے پاس قانون سازی کیلئے آگے پانچویں نمبر پر آپ دیکھیں آج کے ایجنڈے میں۔ ہم آپ کیلئے قانون سازی آج نہیں کریں گے۔ لیکن یہ جو ایک قرارداد ہے، سارے مسلمان خون کے آنسو رو رہے ہیں، اتنا ظلم ہوا ہے۔ اس پر آپ بھی بولیں، بحیثیت مسلمان، بحیثیت ایک انسان کے کہ جو نیوزی لینڈ میں ہوا ہے، اُسکی غیر مسلم ہوتے ہوئے اُس کی پرائم منسٹر کے جذبات، اُن کی پولیس رو رہی ہے غیر مسلم ہوتے ہوئے۔ اُس پر آپ آگے چلیں قرارداد پر آپ بولیں، ہم بولتے ہیں۔ اُس کے بعد سرکاری کارروائی ہم نہیں کرتے ہیں۔ 27 کیلئے میری عرض سنیں اسپیکر صاحب! میں نے ریکارڈ منگو لیا ہے۔ basic آپ لوگوں کا مسئلہ پی ایس ڈی پی والا ہے۔ authorization ہے۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اُس میں بہت ساری غلطیاں ہیں۔ بہت ساری چیزیں ہیں جو درست کرنے والی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ وہ قرآن شریف کی لکیر ہے کہ بس ہوگی ہوگی۔ آپ کے مشورے ہیں، میں نے، day one سے میرے قائد نے کہا ہے کہ ہم آپ کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں ایک

ڈیڑھ مہینہ ادھر نہیں تھا کچھ غلط فہمیاں ہوئیں، کچھ بیوروکریسی کے بھی حساب کتاب ہیں، وہ آپ بھی سمجھتے ہیں، ہم بھی سمجھتے ہیں۔ ہم اس طریقے سے آج اس ایوان کو اس طرح چلا لیتے ہیں۔ کہ اس قرارداد پر ہم سب بول لیتے ہیں۔ قانون سازی ہم روک دیتے ہیں، آپ کے کہنے پر 27 تاریخ کو قائد ایوان بھی آجائیں گے۔ ریکارڈ بھی آجائیں گے۔ ہم مل بیٹھ کر آگے چلتے ہیں۔ اگر نہیں چل سکتے تو کوئی ختم آج کے دن یہ اسمبلی یا یہ سلسلہ ایک دن کا نہیں، نہ ادھر جا رہا ہے اور نہ ادھر جا رہا ہے۔ یہ ایک قبائلی روایات کے، قبائلی سسٹم کے، اس صوبے کے مفاد میں ہے بسم اللہ کریں آپ لوگ۔

Thank you very much.

جناب اسپیکر: جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! میرے خیال میں سردار صاحب نے جو بات کی ہے، یہ بڑی مناسب ہے کہ جو کارروائی قانون سازی ہے، وہ روک لیتے ہیں۔ لیکن اس قرارداد پر ظاہر ہے دونوں طرف سے وہ بھی اُتنا ہی اُس سے منسلک ہوں گے جتنا اس طرف کے لوگ ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا اپوزیشن سے کہ یہ ایک درمیانہ راستہ ہے اور یہ ایک بہتر gesture ہے۔ سردار صاحب نے بڑی معقول بات کی ہے۔ اور میں یہی گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس قرارداد کو پیش ہونے دیں یہ مناسب بات ہے حکومتی بنچوں نے کہا کہ باقی کارروائی روک لیتے ہیں۔ قائد ایوان آجائیں اسپیکر صاحب نے ویسے بھی تفصیل منگوائی ہے۔ تو میں گزارش کروں گا اپوزیشن سے کہ یہ مناسب تجاویز ہیں اگر یہ مان لیں تو ان کی بڑی مہربانی ہوگی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! سردار صاحب کی تجاویز کو ماننتے ہیں۔ یہ جو نیوزی لینڈ میں ہونے والے واقعہ پر جو قرارداد ہے اُس کو باقاعدہ طور پر ایوان کی مشترکہ قرارداد کیا جائے۔ جو دوست اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ باقی قانون سازی نہیں ہونی چاہئے، ٹھیک ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! مورخہ 10 مارچ 2019ء کو ہماری پارٹی کے صوبائی پریس سیکرٹری جو کہ نواں کلی سے شہر کی طرف آ رہا تھا، اُن کی فیملی بھی ساتھ تھی۔ بارش کے دوران اُس کو ایف سی چیک پوسٹ پر روکا گیا تھا۔ جب اُس نے اپنا تعارف کرایا ”کہ میرا نام محبت کا کا ہے میں پریس سیکرٹری ہوں ایک ذمہ دار پارٹی کا“۔ پہلے اُس کے documents check کئے گئے پھر اس کے بعد انہوں نے کہا ”کہ ہم گاڑی چیک کرتے ہیں آپ بچوں کو گاڑی سے اتار دیں“۔ اُس نے ”کہ مسئلہ کیا ہے؟ گاڑی کے کاغذات آپ نے چیک کر لئے؟“ انہوں نے جواباً کہا ”نہیں، ہمیں order ہے“۔ پھر آدھا گھنٹہ اُن کے بچوں کو اُسکی اہلیہ سمیت گاڑی سے اتار کر روڈ پر کھڑا کیا۔ پھر گاڑی کی ایک طرح سے تصاویر کھینچی گئی تھی۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ یقیناً جس

طرح ہم نے پہلے بھی کہا کہ کچھ لوگوں کو اس صوبہ کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کی خواہش ہے۔ جس طرح واقعات ہوئے۔ مطلب آج مجھے ایک بات پر انتہائی افسوس ہوا۔ یقیناً پی ایس ڈی پی ایک حساس مسئلہ ہے جناب اسپیکر! لیکن آج سجاوی کا مسئلہ یہاں discuss ہونا چاہیے تھا۔ آج سب سے پہلے نیوزی لینڈ والے واقعے پر بات ہونی چاہیے تھی۔ ہمیں پیسوں کی فکر پڑی ہے ہمیں خون بہنے کی فکر نہیں ہے۔ یہ کونسا طریقہ ہے جناب اسپیکر؟ پورا سجاوی احتجاج پر ہے۔ ہمارے لوگوں کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ اس پر ہم نے بات کرنی تھی۔ پیٹنگ پی ایس ڈی پی پر جو بھی خدشات جو بھی تحفظات ہیں، جہاں سے بھی تھے اُس پر ہم نے کھل کر بات کرنی تھی۔ تو جناب اسپیکر! اس point of order کے حوالے سے اس واقعے کو میں آپ کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کا نوٹس لینا چاہیے کہ آخر کار کیوں ایک پارٹی کے ذمہ دار بندے کو فیملی سمیت گاڑی سے اتار کر بارش میں کھڑا کرنا اور گاڑی کی تصویریں کھینچنا؟ اور خدانخواستہ یہی لوگ گاڑی میں کوئی اور چیز بھی رکھ سکتے تھے۔ تو اس طرح کے واقعات کا یہ ایوان نوٹس لے۔ اور ہم تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں جو بھی آفیسرز اہلکار جو بھی لوگ وہاں موجود اسمیں involve ہیں اُن کو قرا واقعی سزا دی جائے اور اُن کو معطل کیا جائے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان ریسانی: ہم اس تحریک التوا کو سپورٹ کرتے ہیں اور جس طرح انہوں نے کہا کہ بالکل اس مسئلے کا آپ نے نوٹس لینا ہے۔ اس مسئلے کا گورنمنٹ نے نوٹس لینا ہے کہ اس طرح ہماری خواتین، اور ہمارے چھوٹے بچوں کو گاڑی سے اتار کر اور اس طرح تلاشی لینا، یہ تو غیر انسانی اور غیر مہذب طریقہ ہے۔ اور سارا ایوان اس کی مذمت کرتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ آج سجاوی کے حوالے سے جب اجلاس شروع ہوا تو سب سے پہلے میں سجاوی کے شہداء کی فاتحہ خوانی کیلئے آپ سے ریکورڈسٹ کی۔ اور میری تحریک التوا ہاؤس کے سامنے اپوزیشن کی جانب سے سجاوی کے واقعے پر۔۔۔

جناب اسپیکر: جی آپ نے بھی بات کی اور اصغر خان نے بھی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: چونکہ جناب اسپیکر! ایک clarification ہونی چاہئے۔ نمبر بنانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ (مداخلت) نہیں بن گئی، آپ نے نمبر بنانے کی کوشش کی۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! کم از کم تحریک التوا پر آج بات ہونی چاہیے تھی۔ آج پورا سجاوی ہڑتال پر ہے کوئی نمبر وغیرہ کی بات نہیں ہے۔ ان کو پی ایس ڈی پی کے پیسوں کی پڑی ہوئی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) یہ

غلط ہے طریقہ۔ کوئی ممبر و ممبر نہیں ہے۔ اگر آپ کو سب سے پہلے یہ بات کرنی چاہیے تھی کہ اس ایوان میں۔ نیوزی لینڈ کا مسئلہ پیچھے رہ گیا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! سنجائی کے واقعہ پر تحریک التواہاؤس کے سامنے تھی۔ چونکہ پی ایس ڈی پی پر بات ہونی تھی۔ اور تحریک التواہاؤس دوبارہ بحث ہوگی۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: اس میں لڑائی کس بات کی ہے؟۔۔۔ (مداخلت۔ شور) نمبر کیا ہے اس میں کیا ہے وہاں لوگ مر رہے ہیں اور آپ نمبروں کی بات کر رہے ہیں کہ میں بات کروں وہ کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ نمبر کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) وہ تو بحث کے لئے منظور ہوگئی ہے ناں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جناب اسپیکر! ملک صاحب! اب جو قرا داد ہے جو محرک ہے وہ پیش کریں گے۔ اُس پر آپ بھی بولیں، ہم بھی بولیں گے اُس کے بعد پھر باقی کارروائی اگلے دن۔

جناب اسپیکر: وہ تو منظور ہوگئی ہے۔۔۔ (مداخلت) کون بات کرنا چاہتا ہے؟ ثناء بلوچ یا ملک نصیر احمد میرے خیال میں ثناء بلوچ کو فلور دیتے ہیں۔ ایک منٹ ثناء بلوچ کو سنتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں! آج جس مسئلے کی اس اسمبلی میں ہم نے شروعات کی۔ جو آپ نے یہ دیکھا، ایک غم اور ایک غصہ اسکا جو اظہار ہے ہمارے اراکین اسمبلی نے کیا، اپنے دوستوں کے خلاف نہیں کیا۔ دیکھیں! یہ بلوچستان کی ایک حقیقت ہے اُس کو پیش کیا گیا۔ یہاں آج بہت بڑا charge ماحول ہے۔ کسی قسم کی بھی کارروائی آپ شروع کروائیں وہ اسی طرح کی صورتحال کا شکار ہوگی۔ اور یہ ایک سنجیدہ سی بات ہے کہ بلوچستان میں اپوزیشن کے حلقوں میں تعمیر و ترقی کا عمل نہیں رُکا بلکہ پورے بلوچستان میں رُکا ہوا ہے۔ ان کے حلقوں میں رُکا ہوا ہے۔ بیلہ میں رُکا ہو ہے اقلات، بارکھان میں رُکا ہوا ہے۔ چمن، پشین، ژوب میں رُکا ہوا ہے۔ خاران، قلعہ سیف اللہ، قلعہ عبداللہ میں رُکا ہوا ہے۔ گوادریں میں رُکا ہوا ہے۔ اسی لئے ہم نے کہا کہ پی ایس ڈی پی یعنی بلوچستان کی ترقی معاشی ترقی معاشرتی ترقی کا عمل مکمل جمود کا شکار ہے۔ لہذا سب سے پہلے یہ ہے کہ وہ پی ایس ڈی پی یہاں سے منظور ہوئی تھی جب بحث ہوگی اُس کے بعد دیکھیں! نیوزی لینڈ پر قرا داد ہے، بالکل، وہاں جس بیدردی کے ساتھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور وہ حکومتیں ہوتی ہیں اُن سے سیکھنا چاہیے کہ اُس حکومت نے 50 لاکھ لاشیں گرنے کے بعد جس طریقے سے مدرانہ اور پدرانہ اپنی محبت کا اظہار کیا اور جس طرح جا کے لاشیں اُٹھائیں، جس طرح خاندانوں سے ملے، یہاں 900 لاکھ بلوچستان میں گریں ایک حکومت کا آدمی آج تک کسی خاندان کے پاس نہیں گیا۔ لوگ لاپتہ ہیں جناب والا! کسی کے پاس نہیں گئے۔ یہاں سول ہسپتال میں

قصاب خانہ بن گیا سارے بلوچستان کے دکلائے مرگئے بلوچستان کا ایک حکمران کسی کے بھی گھر نہیں پہنچا۔ وہاں ہزاروں کا massacre ہوتا ہے قتل عام ہوتا ہے، بلوچوں کا پشتونوں کا۔ پنجابیوں، سرانیکوں، سندھیوں کا جہاں بھی۔ جناب والا! نیوزی لینڈ کی مذمت سے زیادہ نیوزی لینڈ کی حکومت کے کردار، عمل، اُن کی محبت، پدرانہ شفقت، مدرانہ کہتے ہیں کہ محبت سے اس حکومت کو کچھ سیکھنا چاہیے۔ یہاں قتل و غارت گری ہوتی ہے ہم موٹر سائیکلوں کی ڈبل سواری پر پابندی لگا دیتے ہیں۔ وہاں قتل و غارت گری ہوئی، وہ بھی آسٹریلیا کے باشندہ نے جا کے نیوزی لینڈ میں یہ قتل و غارت گری کی۔ اُنہوں نے پورے نیوزی لینڈ کی gun قوانین یعنی بندوق کے قوانین تبدیل کر دیئے۔ بلوچستان کے اندر کونسا قانون تبدیل ہو گیا ہے؟ میرے بھائی، دوست اصغر خان بیٹھا ہوا ہے ان کی پارٹی کا دوست، یعنی حکومت کے لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر نہ صرف ترقی کا عمل رکا ہوا ہے نہ صرف بلوچستان میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی عمل رکا ہوا ہے، روزگار کا عمل رکا ہوا ہے۔ بھوک اور پیاس بڑھ گئی ہے۔ بلکہ بلوچستان میں insecurity عدم تحفظ بڑھ گیا ہے۔ لیویز والے مرگئے ہیں۔ وہاں حکمران جماعت کے دوستوں کو سڑکوں پر روکا جا رہا ہے۔ ہم اپنے آپ کو secure محفوظ نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ صورتحال تھی جس کا نظارہ یہاں آپ کو دیکھنا پڑا۔ ہم خدانخواستہ کوئی غیر مہذب لوگ نہیں ہیں۔ ہمیں شوق نہیں ہے کہ اپنے بھائیوں کے خلاف یہاں نعرہ بازی کریں۔ لیکن خدا واحد و شہاد ہے کہ انکے حلقوں میں بھی اب وہاں مسجدوں میں اعلانات شروع ہوئے ہیں کوئی بھی واٹر سپلائی سے پانی نہیں آتا، اسکولوں میں بچے جاتے ہیں اُستاد نہیں ہیں۔ وہاں ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو دوائیاں نہیں ہوتی ہیں۔ 28 تاریخ کو بلوچستان نیوزی لینڈ بن گیا۔ آپ تکلیف کریں اُسکے بعد آج کی ساری کارروائی شروع کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی ضیاء لاگلو صاحب، ہوم منسٹر صاحب۔

میر ضیاء اللہ لاگلو (وزیر داخلہ و قبائلی امور): جناب اسپیکر صاحب! آپکا بہت شکریہ جو آپ نے مجھے حکومتی موقف پیش کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں سجاوی میں شہید ہونے والے لیویز اہلکاروں کو سلام پیش کرتا ہوں اور نیوزی لینڈ میں مسلمان جو شہید ہوئے اُن کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے اس وقت خوشی خاص کر میں سلام پیش کرتا ہوں نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم کو جس طرح انہوں نے مسلمانوں کے شہید ہونے پر مسلمانوں کو ایک تاثر دیا۔ کاش! آج دنیا کی چینلز میں بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے بھی ایک ایسا تاثر جاتا نہ کہ ان کی دعا کے وقت خاص کر میں اپنی پوزیشن۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: لاگلو صاحب! پھر دوبارہ شروع ہو جائیں گے کوئی بولنے نہیں دیگا ناں۔ آپ main point

پر آ جائیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: ٹھیک ہے پہلے دن سے ہی ہم نے اسپیکر صاحب! آپ سے اس ایوان میں کہا ہے۔

جناب اسپیکر: ملک ہو گیا ہے نا اب وہ دوسری چیزوں میں جا رہے ہیں جہاں ایف سی کا مسئلہ۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جناب اسپیکر صاحب! جب سے مجھے یہ عہدہ ملا ہے، اس میں نہ ہمارے لوگوں کا خون

ناحق بنے گا، نہ ہماری خواتین اور نہ مرد کی بے عزتی برداشت کی جائیگی۔ اس کے بارے میں میرے نوٹس میں یہ چیز

نہیں لائی گئی ہے۔ اصغر خان صاحب سے میں اس کی تفصیلات لے کے جو متعلقہ افراد ہیں ان کا میں بالکل اس کا

جواب مانگ کر آپ کے اس ایوان میں پیش کروں گا انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: بڑی مہربانی ہوم منسٹر صاحب ویسے ہماری جو فورسز ہیں ان کی یہ قربانیاں ہیں انہوں نے بہت

جگہوں پر امن و امان بحال کرنے کیلئے لیکن individual کہیں پر اس طرح کا ہوا ہے ہوم منسٹر صاحب اس کو

personally لیں۔ اگر یہاں ایوان میں اصغر صاحب کو مطمئن کریں یا ایوان میں بتادیں تاکہ اس طرح نہیں ہو

بلوچستان کے لوگوں کا احترام اور یہ جو عورتوں کا احترام لازمی ہے۔ اور اس سے فورسز بھی بدنام ہو جائیں گے۔ لیکن

فورسز کی ہم یہ نہیں کہیں کہ فورسز کی قربانیاں نہیں ہیں۔ فورسز نے بہت قربانیاں دی ہیں ہم ان کو بھی

acknowledge کریں اور دیکھیں۔ اور ایک individual act کی وجہ سے ہماری پوری فورس بدنام نہیں

ہو جائے میرے خیال میں ابھی کارروائی آگے بڑھاتے ہیں وہ منظور ہو گیا ہے۔ کون سا والا؟

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جو باتیں یہاں ہوئی ہیں یہ متفقہ قرارداد یہ منظور ہے اور

محبت کا کا کیسا تھ جو کچھ ہوا ہے اس کا ہم بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کیساتھ نہیں بلکہ پورے بلوچستان کے عوام کے

ساتھ یہ ان کی بے عزتی ہوئی ہے، اس کا نوٹس لیا جائے اس کی انکوائری کی جائے اور جو بھی ذمہ دار ہیں ان کے

خلاف کارروائی کی جائے۔ سجاوی کے بارے میں تو ہوم منسٹر صاحب نے یہ بھی کہہ دیا ظاہر ہے کہ جانیں گئی ہیں لوگ

شہید ہوئے ہیں ان کے بارے میں آج تک بلوچستان میں کسی بھی شہید کے ملزم نہیں پکڑے گئے ہیں شاید سجاوی کی

بھی اسی طرح رہ جائیں لیکن کوشش کی جائے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی وہ منظور ہو چکی ہے نہیں قرارداد تو منظور ہے۔ سرکاری کارروائی نہیں ہوگی۔ دیکھیں!

سرکاری کارروائی روک دیں گے۔۔۔ (مداملت) زمر خان! میرے خیال میں پرسوں پیش کر دیتے ہیں، کیا

ہے۔ صحیح ہے کونسے والے؟ 28 کو غیر سرکاری، وہ نہیں ہو سکتا ہے۔ چلو! ہم سرکاری کام نہیں کرتے ہیں باقی یہ کریں

گے تحریک التوا۔ انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب صوبائی وزیر، ملک نعیم خان بازاری مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان، جناب

اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہینہ مہترزئی صاحبہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 15 پیش کریں۔

ملک نعیم خان بازئی (صوبائی مشیر): شکر یہ اسپیکر صاحب! ہر گاہ کہ ضلع زیارت جو کہ ایک سیاحتی مقام ہے غرگئی کر اس تاز زیارت اور براستہ سنجاوی تالور الائی جیسے اہم شاہراہ کو تاحال نیشنل ہائی وے کے ساتھ منسلک نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ روڈ پر مرمت کا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اس اہم نوعیت کی حامل شاہراہ کو نیشنل ہائی وے کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ مذکورہ روڈ پر تعمیر و مرمت کا کام بروقت مکمل کیا جاسکے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 15 پیش ہوئی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جناب اسپیکر صاحب! میں دو منٹ اس پر بولوں گا، اپوزیشن کے دوستوں کی اجازت سے۔ اس وقت یہ جو قرارداد پیش کی ہمارے اصغر خان صاحب کی طرف سے اور ہماری پارٹی کے ممبر شاہینہ بی بی اور نعیم خان کی طرف سے۔ ایک جو سرہ غرگئی کر اس ہے یہاں سے زیارت تک اور زیارت سے سنجاوی تک اور سنجاوی سے لورالائی تک یہ تقریباً سو، ڈیڑھ سو کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ جو روٹ ہے اور اس پر پورے پاکستان سے زیارت کیلئے یا گرمیوں میں لوگ آتے ہیں سیاحت کیلئے زیارت ہمارا سیاحتی مقام ہے، یہ بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس پر یہ ہماری روڈ ہمیشہ خراب ہوتی ہیں اور اس طرح کا جو معیاری کام ہے وہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور آپ زیارت سے سنجاوی جائیں، دمڑ صاحب تو ابھی ہیں نہیں وہ آپ کو حالات بتائیں گے کہ وہ کس طرح ہے۔ اور پھر سنجاوی سے لورالائی تک تو اتنی در بدر حالت ہے کہ وہاں پندرہ منٹ کا راستہ تقریباً ایک گھنٹے میں ہم طے کرتے ہیں اور سارے کھڈے ہیں جانے کی قابل نہیں ہے ہم یہی سفارش کرتے ہیں کہ نیشنل ہائی وے کی طرف سے وہ دیا جائے اور یہ جو ہماری کارکردگی جو معیاری کام ہے وہ نیشنل ہائی وے کر کے اور اس کو ایک اچھے سے دوہرائے کا جو زیارت تک ہو اور پھر زیارت دوہرائے ہو پھر بھی صحیح ہے لیکن زیارت تک اس روڈ کو معیاری بنایا جائے اس لئے ہم یہ قرارداد دلائے ہیں کہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے اور یہ ایریا نیشنل ہائی وے کے تھر و اس کو مکمل کیا جائے تو میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس قرارداد کی منظوری دیں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی ملک سکندر صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! یہ جو provincial road builders ہیں ان کو تو پھر یہ اعلان یہاں سے کیا جائے کہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ آئندہ بلوچستان میں کوئی کام کر سکیں۔

سر دار عبدالرحمن کھیتران: ملک صاحب! اللہ کو مانیں اس طرح ناس کریں۔ ہم لوگ قابل ہیں آپ سب ہیں۔ گزارش یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! جیسے ہمارے دوستوں نے قرارداد پیش کی اور اپوزیشن کا مشکور ہوں کہ وہ بھی اس کے، ان کے بھی علاقے بھی ہیں، اسمیں یہ روڈ مختصر ترین ہیں جو کوہلو، بارکھان، دکی تین اضلاع یہ ہو گئے۔ لورالائی چار۔ ہرنائی یہ سارے مختصر ترین روڈ ہیں جو ہمیں کوئٹہ سے ملاتی ہیں۔ ہماری صوبائی دارالحکومت اس کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کا واقعہ جو ابھی ہوا ہے یہ اسی کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار وہاں گاڑیاں slow ہو جاتی ہیں۔ پھر اتنا سلسلہ ہے کہ وہ ہمارے چھ چھ بندے شہید ہو گئے ہیں تو ہم گزارش یہ کریں گے مرکزی حکومت سے کہ یہ جیسے N70 ہے اسی طرز پر یہ اپنا جو زیارت کر اس ہے اس سے لیکر یہ جو روڈ انہوں نے نشاندہی کی ہے plus ہماری طرف جو جا رہی ہے بارکھان، کوہلو، دکی، یہ ساری اگر اس کو نیشنل ہائی وے اپنے پول پر لے لے N70 کا حصہ بنا لے یا نیا نام دیدے۔ تو یہ پراپر روڈ اور خاص کر میں تو اس حد تک جاؤں گا کہ اس کو سی پیک میں لے لیں سی پیک کا یہ پنجاب کے پی کے، سندھ بھی روٹ ہے جو ملار ہے ہیں تو میں گزارش یہ کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو بھی ہم آ رہے ہیں ہمارے پاس فنڈوں کی کمی ہے پہلے بھی کمی رہی اور آج بھی کمی ہے تو ہم پراپر اس کی مرمت یا اس کیلئے اتنا پیسہ مختص نہیں کر سکتے ہیں مرکز ایک وسیع اس کا حامل اس کے پاس فنڈز ہیں، خاص کر سی پیک، سی پیک کا بھی second phase شروع ہونے لگا ہے تو اس میں اگر یہ ڈال دیا جائے لورالائی سے میختر، فورٹ منرو تک۔ میں اس کیلئے fight کر رہا ہوں کہ جاپان کی امداد سے ڈیرہ غازیخان سے N70 کو ڈیرہ غازیخان سے فورٹ منرو تک، فورٹ منرو سے آگے تک۔ لیکن اب اس میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے فورٹ منڈرو سے لیکر بلوچستان کی حد بیوا لے تک اس کو اس پراجیکٹ سے drop کیا جا رہا ہے جو جاپان نے یہ دنیا کے میرے خیال میں سات عجوبے ہیں یہ آٹھواں یا نوواں ہوگا دنیا کے جو ٹول گاڑڈر کے اوپر pillars کے اوپر میں فوٹو منگواؤں گا اس ایوان میں اس کو ریکارڈ کا حصہ بناؤں گا، یہ ایک عجیب و غریب روڈ بن رہی ہے اور وہ ایک تاریخ ہے تو main دھرا آگے والا حصہ تقریباً پندرہ کلومیٹر پیٹہ نہیں کیا اس کو بلوچستان کی، اس کی وجہ سے وہ ٹکڑا انہوں نے فی الحال drop کیا ہوا ہے میں اس کیلئے fight کر رہا ہوں اور میں سی ایم صاحب سے بھی گزارش کروں گا اور آپ سے بھی اور قرارداد بھی لاؤں گا میری سی ایم پنجاب سے بھی بات ہوئی ہے کہ وہ ٹکڑا آپ بھی اسی علاقے کے ہیں مہربانی کر کے جاپان جہاں سوڈیٹھ سو کلومیٹر بنا رہا ہے تو پندرہ کلومیٹر ہمیں بلوچستان کی حد تک خیرات میں دیدیں تاکہ یہاں کی جو معدنیات ہیں یا سبزیاں وغیرہ ہیں یہ بھی اسی طریقے سے اور ہمارے پاس بھی غریبوں کی چھوٹی چھوٹی گاڑیاں ہیں گوکہ ہمارے پاس پچاس پچاس ٹائروں والے ٹرانزپورٹ ہیں، بلوچستان کی غریبی گاڑیاں ہیں تو وہ بھی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ تو ہم اس

قرارداد پر گزارش کریں گے کہ ساتھیوں کی مشترکہ طور پر اس کو کر کے اس میں amendment لائیں مشترکہ طور پر یہ قرارداد منظور کی جائے۔ شکر یہ

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ مشترکہ قرارداد نمبر 15 پیش ہوئی۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 15 کو منظور کیا جائے؟
مشترکہ قرارداد نمبر 15 منظور ہوئی۔ جی آپ بات کریں جی آپ مکھی شام لعل صاحب بات کریں۔

جناب مکھی شام لعل: بات یہ ہے کہ صوبہ سندھ گھونگی میں آپ سب کو پتہ ہے کہ وہاں اقلیت کی دو لڑکیوں کو جو ایک بارہ سال کی ایک چودہ سال کی تھی، کو اغوا کیا گیا ہے اس کے بعد زبردستی اُن سے نکاح کیا گیا ہے اور اس کے بعد وہ کہہ رہے ہیں کہ ان لڑکیوں نے اسلام قبول کیا ہے جو سراسر اقلیتوں کیساتھ زیادتی ہے میں اس فورم پر اپیل کرتا ہوں کہ جو ملزمان ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور گورنمنٹ ان کے خلاف ایکشن لے۔ بڑی مہربانی۔
جناب اسپیکر: بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ جی ہوم منسٹر صاحب۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جناب اسپیکر وہ کورٹ گئی ہیں انہوں نے کورٹ سے رابطہ کیا ہے اور انہوں نے وہاں سے تحفظ مانگی ہیں، نکاح نامہ بھی انہوں نے پیش کیا ہے۔

جناب مکھی شام لعل: سر! kidnap کرنے کے بعد جو بھی یہ چیز ہے یہ forcely کرائی گئی ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: نکاح توڑنے کیلئے اختیار میرے پاس ہے نہیں کہ میں توڑ دوں۔

جناب اسپیکر: کورٹ میں کہانی ہے اب تو کچھ نہیں کر سکتے۔ ابھی جی اب باقی ماندہ کارروائی۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب! شام لعل صاحب نے جو اپنا مسئلہ پیش کیا ہے اس میں کسی کو یہ نہیں ہے ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا ہے۔ اگر کوئی اس طرح خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو جائے تو اور بات ہے۔ اگر زبردستی ہوئی ہے تو اس میں کوئی وہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اگر انہوں نے کورٹ میں جا کے پیش ہوئی ہیں تو وہ کورٹ کی کہانی ہے۔ ویسے ہم مذمت کرتے ہیں اس طرح کی چیزیں یہ ہاؤس بالکل آپ کے ساتھ ہے۔

جناب دنیش کمار: جناب اسپیکر صاحب! یہ کافی عرصے سے واقعی، میں اسکی تائید کرتا ہوں کہ سندھ میں یہ چیزیں چل رہی ہیں۔ وہاں کے وڈیرہ شاہی غریب لڑکیوں کو kidnap کر کے اُن کیساتھ یہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں زیادتی نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی مرضی سے ہوتا ہے اسلام میں جبر نہیں ہے۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ان لڑکیوں کو اُن کے والدین کے سامنے پیش کیا جائے اگر وہ اپنی مرضی سے ہوئی ہیں۔ اور آپ یہ سوچیں کہ اگر بارہ سال کی لڑکی ہے تو اُس کو کیا بارہ یا تیرہ سال۔ نادرا کاریکار ڈکھ رہا ہے کہ وہ تیرہ سال کی لڑکی ہے ہم عدلیہ کا احترام

کرتے ہیں اور اس چیز کی میں اس فورم پر ایک اچھی بات ہوئی ہے کہ ہمارے وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان نے اس کا نوٹس لیا ہے جس کی میں ان کو بھرپور وہ کرتا ہوں کہ انہوں نے اس چیز کا نوٹس لیا ہے اور کہا ہے کہ اقلیت ہمارے پاکستانی پرچم کا سفید حصہ ہے۔ اور ہم اس پرچم کی حفاظت کریں گے اور مجھے یقین ہے اپنے وزیراعظم پر کہ اگر ان کیساتھ زیادتی ہوئی ہے تو ملزموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا۔

جناب اسپیکر: جی اب باقی کارروائی جو ہے۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! صرف یہی ہے کہ جو توجہ دلاؤ نوٹس بلوچستان میں طلباء سیاست پر پابندیوں سے متعلق ہے اس کو 28 تاریخ کیلئے مؤخر کر دیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ باقی ماندہ کارروائی اگلے اجلاسوں میں کر دیں۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 28 مارچ 2019ء بوقت شام چار بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08 بجکر 47 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



